ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
01
www.tanzeem.org
مسلسل اشاعت کا 34واں سال
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
تنظیم اسلامی کا ترجمان
6 تا 12 رجب المرجب 1446ھ / 7 تا 13 جنوری 2025ء

التزامِ جماعت اور غیر فعال اراکین

"یہ سرد مہری جس کا اظہار اس اجتماع کے موقع پر ہوا ہے، کوئی اتفاقی چیز نہیں ہے جو اس وقت رونما ہوئی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ متعدد مقامات پر ہماری جماعت کے بعض یا اکثر ارکان ہفتہ وار اجتماعات میں شریک نہیں ہوتے یا شریک ہوتے ہیں تو التزام کے ساتھ نہیں بلکہ "گنڈے دار طریقے" سے کہ جب دنیا کی کوئی چھوٹی بڑی مشغولیت انہیں نہ ہوئی اور تفریح کو بھی جی چاہا تو مقامی جماعت کے اجتماع میں آگئے۔ بعض مقامات پر ہفتہ وار اجتماع کا قاعدہ ہی سرے سے منسوخ کر دیا گیا اور بہت سے ارکان ایسے بھی ہیں جو جماعت میں داخل ہونے اور جان بوجھ کر خدا سے عہد غلامی تازہ کرنے کے بعد ویسے ہی ٹھنڈے، بے روح اور جامد وساکن ہیں، جیسے اس سے پہلے تھے۔ نہ ان کی زندگی میں کوئی تغیر ہوا، نہ جاہلیت کے ماحول سے ان کی ٹھنی، نہ دعوت الی اللہ کے لیے ان میں کوئی سرگرمی پیدا ہوئی اور نہ ہمسفر رفیقوں کے ساتھ وابستگی ان میں پائی گئی۔

ہم نے ابتدا میں جماعت قائم کرتے وقت بھی کہہ دیا تھا اور اس کے بعد بھی بار بار کہتے رہے ہیں کہ ہمیں کثرت تعداد کی نمائش کرنے کے لیے فضول بھرتی نہیں کرنی ہے۔ ہمیں وہ فربہی مطلوب نہیں ہے جو جسم کو طاقتور بنانے کی بجائے الٹا بوجھل بنا دے۔ ہمیں صرف ان لوگوں کی ضرورت ہے جنہیں فی الواقع کچھ کرنا ہو اور جو کسی خارجی دباؤ سے نہیں بلکہ ایمان کے اندرونی تقاضے سے خدا کے دین کو قائم کرنے کی سعی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ان پے در پے تصریحات کے باوجود اس قسم کے لوگ ہمارے اس نظام میں بھی داخل ہو گئے جو اس سے پہلے محض مسلمانوں کے گروہ سے وابستہ ہونے کو ہی نجات کے لیے کافی سمجھ لینے کے عادی رہے ہیں۔ ان سے میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ کو یہی کچھ کرنا تھا تو اس غریب جماعت کو خراب کرنا کیا ضروری تھا۔ آپ کو اگر فی الواقع اس نصب العین سے ہمدردی تھی جس کی خدمت کے لیے ہماری یہ جماعت بنی ہے اور اس ہمدردی نے آپ کو ہم سے تعلق پیدا کرنے پر آمادہ کیا تھا، تو آپ کی ہمدردی کا کم سے کم تقاضا یہ ہونا چاہیے تھا کہ آپ اس جماعت کو خراب کرنے سے پرہیز کرتے اور وہ بیماریاں اسے نہ لگاتے جن کی وجہ سے مسلمان مدت ہائے دراز سے کوئی صحیح کام نہیں کر سکے ہیں۔"

(روداد جماعت اسلامی (حصہ دوم، ص:107،106)

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 458 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 45500 سے زائد، جن میں بچے: 18400،
عورتیں: 14050 (تقریباً)۔ زخمی: 109800 سے زائد

اس شمارے میں

رَبِّ یَسِّرۡ وَلَا تُعَسِّرۡ وَتَمِّمۡ بِالۡخَیۡرِ وَبِكَ نَسۡتَعِیۡنُ
اللہ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت دے!
امارتِ اسلامیہ افغانستان پر پاکستانی حملہ: عوامل ونتائج
فصلِ ہلاکت......
حماس نے مغرب کا اصل چہرہ بے نقاب کر دیا
ناظمہ علیا کا پیغام رفیقات تنظیم اسلامی کے نام

تبلیغِ دین کی ذمّہ داری ہر مسلمان پر فرض ہے

سورۃ القصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:85

اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ قُلۡ رَّبِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَنۡ جَآءَ بِالۡہُدٰی وَ مَنۡ ہُوَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۸۵﴾

آیت:۸۵ ﴿اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ﴾ ’’(اے نبی ﷺ!) یقیناً جس نے آپ پر قرآن کی ذمّہ داری ڈالی ہے‘ وہ آپ کو پہنچا کے رہے گا ایک بہت اچھی لوٹنے کی جگہ۔‘‘

یہاں پر فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ کے حوالے سے سورۃ النمل کی آیت ۹۲ کے یہ الفاظ پھر سے ذہن میں تازہ کر لیں: ﴿وَ اَنۡ اَتۡلُوَا الۡقُرۡاٰنَ ۚ﴾ یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم لوگوں کو قرآن سناتا رہوں۔ قرآن ہی کے ذریعے سے انذار‘ تبشیر اور تبلیغ کا فرض ادا کرتا رہوں اور اسی کی مدد سے تمہارے نفسانی اور روحانی امراض کی شفا کے لیے کوشاں رہوں۔ گویا سورۃ النمل کی مذکورہ آیت میں قرآن پڑھ کر سنانے کے جس حکم کا ذکر ہے اُسی کی تعبیر یہاں آیت زیر مطالعہ میں فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ کے الفاظ میں کی گئی ہے۔ یعنی قرآن کی تبلیغ و اشاعت کی ذِمّہ داری آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے فرض کر دی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ بھاری ذِمّہ داری اپنی اُمّت کو منتقل کر دی اور اس سلسلے میں حکم دیا: ((فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) ’’پس جو حاضر ہے وہ اُس تک پہنچا دے جو حاضر نہیں ہے‘‘۔ گویا یہ آپ ﷺ کا حکم ہے کہ آپ ﷺ کا ہر اُمتی اپنی استطاعت کے مطابق تبلیغ دین کا یہ فریضہ لازماً ادا کرے۔ اِس حکم کے ذریعے آپ ﷺ نے اپنے ’’فریضۂ رسالت‘‘ کا سلسلہ قیامِ قیامت تک دراز فرما دیا۔ چنانچہ اس اُمّت کے افراد ہونے کے ناتے سے اب یہ ذِمّہ داری ہم میں سے ہر ایک پر عائد ہوتی ہے۔

آیت زیر مطالعہ میں اسی ذِمّہ داری کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سنائی گئی ہے کہ اے نبی ﷺ! جس اللہ نے آپ پر قرآن کی یہ بھاری ذِمّہ داری ڈالی ہے وہ یقیناً آپ کو لوٹائے گا، لوٹنے کی بہت اچھی جگہ پر۔ مَعَاد اسم ظرف ہے عَادَ یَعُوۡدُ سے‘ یعنی لوٹنے کی جگہ۔ اس سے مراد آخرت بھی لی جاتی ہے اور ایک رائے یہ ہے کہ یہاں ’’مَعَاد‘‘ سے مراد ’’مکّہ‘‘ ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مکّہ کی طرف لوٹا دے گا۔

﴿قُلۡ رَّبِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَنۡ جَآءَ بِالۡہُدٰی وَ مَنۡ ہُوَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۸۵﴾﴾ ’’آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ میرا رب خوب جانتا ہے کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون ہے، جو کھلی گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔‘‘

درس حدیث

مسلمان بھائی کی آبرو کی حفاظت

عَنۡ اَنَسٍ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتِيبَ عِنْدَهُ أَخُوهُ الْمُسْلِمُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهٖ فَنَصَرَهُ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَإِنْ لَّمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهٖ أَدْرَكَهُ اللّٰهُ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) (رواہ البغوی فی شرح السنہ)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص کے سامنے اُس کے کسی مسلم بھائی کی غیبت اور بدگوئی کی جائے اور وہ اس کی نصرت و حمایت کر سکتا ہو تو کرے (یعنی غیبت و بدگوئی کرنے والے کو اُس سے روکے یا اُس کا جواب دے اور مداخلت کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا اور اگر قدرت حاصل ہونے کے باوجود وہ اس کی نصرت و حمایت نہ کرے (نہ غیبت کرنے والے کو غیبت سے روکے اور نہ مدافعت کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اُس کو اس کی کوتاہی پر پکڑے گا (اور اس کی سزا دے گا)۔‘‘

تشریح: اس حدیث سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک بندۂ مسلم کی عزت و آبرو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس قدر محترم ہے۔ صرف غیبت کرنے والا ہی گناہ گار نہیں بلکہ سننے والا اگر استطاعت رکھنے کے باوجود غیبت کرنے والے کو روکتا اور سمجھاتا نہیں تو وہ بھی گناہ گار ہے۔ ثابت ہوا کہ ایک مسلمان بھائی کی حفاظت و جائز حمایت کس درجہ کا فریضہ ہے اور اس میں کوتاہی کس درجہ کا سنگین جرم ہے۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

6 تا 12 رجب المرجب 1446ھ جلد 34
7 تا 13 جنوری 2025ء شمارہ 01

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ وَبِكَ نَسْتَعِیْنُ

''تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب''...... یہ عبارت ندائے خلافت کے ہر شمارہ کے آغاز میں نمایاں کر کے شائع کی جاتی ہے۔ ندائے خلافت کے اجراء کا مقصد اور غرض و غایت کیا ہے؟ اس کی صحیح تفہیم کے لیے اس کے پہلے شمارے کے افتتاحیہ (اداریہ) جس کا عنوان ''فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ'' تھا، اس سے ایک انتہائی قیمتی اقتباس قندِ مکرر کے طور پر قارئین کی خدمت میں پیش ہے تاکہ آگے بڑھنے سے پہلے اپنے ہدف کو اچھی طرح مستحضر کر لیا جائے اور کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے:

''واقعہ یہ ہے کہ رسائل اور جرائد سے تو بک سٹال بھرے پڑے ہیں اور ندائے خلافت کے اجراء سے ان کی تعداد میں اضافہ کرنا مقصود نہیں۔ پھر ہم بھاری بھرکم اور رنگ برنگے ہفت روزوں سے مقابلہ کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتے، ہمارے پیش نظر تو محض اختصار سے اور سادگی کے ساتھ اپنی بات آپ تک پہنچانا ہے۔ یہ خوبی ہم اپنے پرچے میں پیدا کرنے اور برقرار رکھنے میں کامیاب ہو گئے تو بس یہی مطلوب ہے۔ نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی۔ الحمدللہ کہ اپنے پرچے کی یہ ظاہری بے بضاعتی ہماری کم ہمتی کی آئینہ دار نہیں بلکہ حقیقت پسندی کا اظہار ہے۔ اسلام کا سیاسی نظام یعنی خلافت ہی نہیں، ہمارے زمانے میں تو اسلام اپنی تہذیبی قدروں سمیت پورے کا پورا ہی ''غریب'' یعنی ایک اجنبی سا بن کر رہ گیا ہے اور اس کے لیے کام کر کے اپنی عاقبت سنوارنے کی خواہش رکھنے والے بھی سب ''غرباء'' ہیں...... ''فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ''...... لیکن اس بشارت کا مصداق بننے کے لیے ہمیں غربت شعار کرنے کے علاوہ اپنی جانوں پر کھیلنا ہوگا، اپنے اوقات لگانے ہوں گے، اپنا مال کھپانا ہوگا۔ یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے۔ ہماری بات لاکھ حق سہی، ٹھنڈے پیٹوں برداشت تو نہ کی جائے گی۔ لوگ پھولوں کے ہار لیے آپ کے اور ہمارے استقبال کے لیے نہیں کھڑے ہیں، وہ تو راہوں میں کانٹے بچھانے کی تیاری کر رہے ہیں ؎

آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

ایسے میں ہمیں تائید ایزدی ہی کی محتاجی نہیں، ایک دوسرے کے لیے دعا کی بھی ضرورت ہے۔ دعا مسلمان کا ہتھیار بھی ہے اور سب سے بڑا سہارا بھی کہ استعانت اسی سے تو کی جائے گی جس کی بندگی کا حق ادا کرنے میں ہم کوشاں ہیں۔ تو آیئے رب جلیل سے دعا کریں کہ وہ آپ کو اس وعدے کے ایفاء کی توفیق دے جو آپ نے دین کے کام میں تعاون کا کیا اور ہمیں آپ کا حوصلہ بڑھانے کے طریقے سجھائے۔ اللہ تعالیٰ ندائے خلافت سے خیر کا کام لے اور اسے کبھی کسی شر کا باعث نہ بننے دے۔ اے اللہ! ہماری دعائیں قبول فرما۔''

(افتتاحیہ ندائے خلافت: جلد 1، شمارہ: 1، 21 تا 27 جنوری 1992ء، ''فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ'')

آج ندائے خلافت اپنے مسلسل اشاعت کے 34 ویں سال میں داخل ہو چکا ہے۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ اسے مزید ترقی عطا فرمائے اور ہم سب کے لیے باعث برکت و رحمت بنائے۔ آمین! اس ہفتہ وار جریدے کا آغاز بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے چھوٹے بھائی اقتدار احمد صاحب مرحوم نے کیا اور ندائے خلافت کے پہلے مدیر کے طور پر ذمہ داری سنبھالی۔ سابقہ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے ابتدائی دور میں پرچہ کے معاون مدیر کے طور پر ذمہ داری ادا کی۔ اقتدار احمد صاحب کی رحلت کے بعد حافظ عاکف سعید صاحب نے ندائے خلافت کے مدیر کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ 2002ء میں جب تنظیم اسلامی کی امارت کا بارِ گراں اُن کے کندھوں پر آن پڑا تو بانیٔ تنظیم اسلامی سے مشاورت کے بعد اُن کی نظرِ انتخاب ایوب بیگ مرزا صاحب پر آ کر ٹک گئی۔ 2003ء میں تنظیم اسلامی کی امارت کی ذمہ داریوں کے باعث حافظ عاکف سعید صاحب نے ایوب بیگ مرزا صاحب کو ہفت روزہ ندائے خلافت کا مدیر مقرر کر دیا۔ اسی سال آپ کو مرکزی ناظم نشر و اشاعت کی ذمہ داری بھی تفویض کر دی۔ ایوب بیگ مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جن بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے، اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ تقریر و تحریر

دونوں پر ملکہ رکھتے ہیں۔ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی ہمہ گیر شخصیت ایک ایسے گھنے اور تناور درخت کی مانند تھی جس کے برگ و بار اُن کے مختلف شاگردوں اور ساتھیوں کی صورت میں سامنے آئے۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی انقلابی فکر کو جنہوں نے قبول کیا اُن میں کسی نے وعظ و نصیحت کو اپنا شعار بنایا تو کوئی شعلہ بیان مقرر ٹھہرا، کوئی تاریخ کا استاد بنا تو کوئی عربی زبان کا، کوئی فلسفہ وحکمتِ دین میں آگے بڑھا تو کوئی علمِ دین میں۔ لیکن آپ کی شخصیت کا ایک اعتبار سے سب سے اہم لیکن مشکل الفہم پہلوؤں کی سیاسی بصیرت اور نظری سیاست پر اُن کے تبصروں کا پہلو تھا جو ایوب بیگ مرزا صاحب کے حصے میں آیا، جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ صلاحیتوں نے چار چاند لگا دیئے۔ آپ کا دورِ نظامت نشر و اشاعت مختلف قسم کے مشکل ادوار پر مشتمل تھا جسے انہوں نے انتہائی احسن طریقے سے نبھایا۔ آپ بلاخوف لومۃ ولائم بے لاگ تبصرے کرتے رہے اور حق گوئی کے اپنے دیرینہ مشن پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کیا۔

اپریل 2024ء میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ صاحب نے ایوب بیگ مرزا صاحب کو ملکی و ملی معاملات پر اپنا معاونِ خصوصی مقرر کر دیا اور یوں مرکزی ناظم نشر و اشاعت کی ذمہ داری مرکزی ناظم تعلیم و تربیت خورشید انجم صاحب کے کندھوں پر آن پڑی۔ خورشید انجم صاحب نے مرکزی ناظم شعبہ تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ مرکزی ناظم شعبہ نشر و اشاعت کی دوہری ذمہ داری تقریباً آٹھ ماہ تک جس جانفشانی سے ادا کی اُس کا احاطہ محض الفاظ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین! اللہ تعالیٰ ہمارے تمام اکابرین اور بزرگوں کو صحت کاملہ، عاجلہ، مستمرہ عطا فرمائے۔ آمین!

حقیقت یہ ہے کہ دین کی سربلندی کے لیے جدوجہد کرنے والے کی مثال اولمپک مشعل بردار کی سی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ یہ ذمہ داری دیتا ہے، وہ اپنے حصہ کا کام کر کے مشعل اگلے ساتھی کے ہاتھ میں تھما دیتا ہے۔ چنانچہ اس بارگراں سے بچنے کی حد درجہ کوشش کے باوجود ایک نہ چل سکی اور امیر محترم کے حکم کے مطابق یکم جنوری 2025ء سے یہ بھاری بوجھ راقم کے ناتواں کندھوں پر آن پڑا۔

راقم کی پیدائش برطانیہ کے شہر برمنگھم میں ہوئی۔ دادا تو قیام پاکستان کے فوراً بعد عازمِ انگلستان ہوئے۔ قیام پاکستان کے وقت والد محترم امرتسر سے اور والدہ محترمہ جالندھر سے ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے۔ نکاح کے بندھن میں آجانے کے بعد دونوں انگلستان کے لیے روانہ ہو گئے، اسی کو اپنا بسیرا بنا لیا اور کم و بیش تین دہائیاں وہاں گزاریں۔ البتہ سال میں ایک مرتبہ مہینہ بھر کے لیے پاکستان ضرور آتے اور یوں کبھی احمد پور شرقیہ اور کبھی گجرانوالہ میں موجود گھروں میں بھی ہم نے بچپن میں خاصہ وقت گزارا۔ راقم نے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے مروجہ تعلیم حاصل کی اور شعبہ تعلیم میں انگلستان سے ہی تخصص کرنے کے بعد تعلیم و تدریس اور ٹیچرز ٹریننگ کے شعبے سے منسلک رہا۔ راقم کی ابتدائے جوانی ہی سے ملکی اور خصوصاً عالمی حالات و واقعات پر گہری نظر رکھنے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ اپنے اسی جذبہ کی تسکین کے لیے راقم بین الاقوامی پرنٹ میڈیا اور بلاگز پر انگریزی زبان میں تبصرے بھی لکھتا رہا۔ اسی دوران نائن الیون کا ڈراما وقوع پذیر ہوا اور دیگر مغربی ممالک کی طرح برطانیہ میں موجود ہر سوچنے سمجھنے والے نے بھی مسلمانوں کے حوالے سے ماحول میں منفی تبدیلی اور برطانوی حکومت کے رویہ میں مسلمانوں کے لیے دانستہ سختی کو صاف طور پر محسوس کیا۔

اگرچہ سوشل میڈیا کے فوائد کم اور نقصانات زیادہ ہیں، لیکن تنظیم اسلامی، خصوصاً بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے تعارف کا ذریعہ یوٹیوب ہی بنا۔ یہ غالباً 2009ء کی بات ہوگی۔ خصوصاً ڈاکٹر صاحب کے آخر الزماں کے حوالے سے تقاریر نے گویا ایک تلاطم پیدا کر دیا۔ اسی دوران معروف سکالر عمران حسین صاحب سے ای میل پر گفتگو کا موقع ملا اور انہوں نے نصیحت کی کہ برطانیہ چھوڑ کر گھر والوں کو لے کر پاکستان چلے جاؤ اور تنظیم اسلامی میں شامل ہو جاؤ۔ بہرحال اُس وقت تک تنظیم اسلامی کے حوالے سے کچھ معلومات تو حاصل کر ہی چکا تھا۔ لہٰذا انشراح کے ساتھ 2012ء میں مستقلاً برطانیہ کو خیر باد کہا اور اس نیت سے پاکستان آن پہنچا کہ اب باقی زندگی تنظیم اسلامی کے ساتھ مل کر دین کے کام میں صرف ہوگی۔ ان شاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے برطانیہ کو خیر باد کہنے پر آج تک ذرا برابر پشیمانی نہیں ہوئی۔ البتہ اس بات کا ہمیشہ افسوس رہے گا کہ پاکستان آنے سے قبل ہی ڈاکٹر اسرار احمدؒ اللہ کو پیارے ہو چکے تھے، لہٰذا اصالتاً ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب نہ ہو سکی۔ تنظیم اسلامی کے ساتھ جوڑنے کے حوالے سے میں سابقہ امیر تنظیم حافظ عاکف سعید صاحب اور سابقہ ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی صاحب کا خاص طور پر ممنون ہوں جنہوں نے شعبہ جات انگریزی اور نشر و اشاعت میں معاونت کی ذمہ داری دی۔ مرکزی ناظم شعبہ انگریزی بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب نے بھی انتہائی شفقت اور رہنمائی فرمائی۔ ایوب بیگ مرزا صاحب نے تو گویا بیٹوں کی مانند ہر موڑ پر رہنمائی فرمائی اور شعبہ نشر و اشاعت کے حوالے سے جو کچھ سیکھا اُنہی سے سیکھا۔ خورشید انجم صاحب نے گزشتہ آٹھ ماہ کے دوران اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود ہر موڑ پر رہنمائی فراہم کی۔ صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر عارف رشید صاحب اور ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور حافظ عاطف وحید نے نہ صرف سوچ سے بڑھ کر دل جوئی کی بلکہ قرآن اکیڈمی لاہور میں ہی رہائش کا بھی انتظام فرما دیا۔ مرکزی ناظم شعبہ سمع و بصر آصف حمید صاحب کی طرف سے بھی ہمیشہ بھائیوں جیسی شفقت ملی۔ اس سے بڑھ کر اللہ کا انعام کیا ہو سکتا ہے کہ اس دور کے دجالی فتنوں سے دُور رہنے کے لیے ایک ''کہف'' کا انتظام ہو گیا۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین!

آج معاملہ کچھ یوں ہے کہ راقم کی قرآن اکیڈمی لاہور میں تنظیم اسلامی کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کی ذمہ داری ہے اور اہلیہ اسی قرآن اکیڈمی میں خواتین اور بچوں کے کورسز میں تدریسی اور انتظامی معاملات کو دیکھتی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالك۔

بہرحال اگرچہ میں سابقہ ناظمین نشر و اشاعت کی خاکِ پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی بے بضاعتی کا بھی کما حقہ ادراک ہے۔ البتہ میرے لیے امید افزا اور حوصلہ کن بات یہ ہے کہ اکابرین اور بزرگوں کی رہنمائی اور عملی تعاون مجھے حاصل ہے اور ان کی مشفقانہ سرپرستی کی یقین دہانی میرے لیے سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ اطمینان کا ایک اور نہایت اہم پہلو یہ بھی ہے کہ نائب ناظم نشر و اشاعت وسیم احمد صاحب کی سرکردگی میں انتہائی مخلص، باصلاحیت، دینی سمجھ بوجھ رکھنے والے اور تنظیمی تقاضوں کا شعور رکھنے والے نیز حالات حاضرہ پر گہری نگاہ رکھنے والے ساتھیوں کی ایک مستعد جماعت کا مکمل تعاون بھی میسر ہے۔ صدق دل سے یہ دعا ہے کہ ''رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ وَبِكَ نَسْتَعِيْنُ'' کہ اے اللہ! میرے لیے کام آسان بنا اور مجھے مشکلات میں نہ ڈال اور میرا خاتمہ بالخیر کرنا اور میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں۔

قارئین سے بھی گزارش ہے کہ وہ میرے لیے دعا کریں کہ میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ صاحب کی جانب سے تفویض کی گئی اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھا سکوں۔

اللہ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت دے!

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 27 دسمبر 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراہیم

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

25 دسمبر کا دن ہمارے ہاں یوم قائد کے طور پر منایا جاتا ہے اور اس دن سرکاری تعطیل ہوتی ہے۔ اسی دن عیسائی کرسمس بھی مناتے ہیں۔ بدقسمتی سے کچھ عرصہ سے ہماری حکومت اور ریاستی اداروں کے اہم عہدیداران اور سربراہان کے ساتھ ساتھ بعض دینی لبادہ اوڑھے ہوئے حضرات بھی کرسمس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے نظر آرہے ہیں اور اس کے نتیجے میں ہماری نوجوان نسل کو جو پیغام جارہا ہے اور جو منفی ذہن سازی ہورہی ہے، وہ ہماری اسلامی اقدار اور شریعت کے بالکل منافی ہے۔ اس حوالے سے آج ہم قرآن مجید کی سورۃ الاخلاص کی روشنی میں یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ ایک مسلم معاشرے میں کرسمس منانے کی کیا حیثیت ہے اور اسلام میں اس کی حیثیت کیا ہے؟ اس کے بعد کچھ دیگر اہم موضوعات بھی زیر بحث آئیں گے لیکن سب سے پہلے ہم یوم قائد کے حوالے سے کچھ ضروری گزارشات پیش کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

یوم قائد اور قائد کا ویژن

یوم قائد بانی پاکستان کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم اس دن قائد کے ویژن کو سمجھنے، سمجھانے اور عام کرنے کی کوشش کرتے، بجائے اس کے ہمارے ملک کا ایک طبقہ قائد کے ویژن کے حوالے سے ابہام پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ پھلجھڑیاں چھوڑی جاتی ہیں کہ قائداعظم سیکولر تھے اور سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے تھے۔ اسلام کا نام تو انہوں نے تحریک کو"اسلامک ٹچ" دینے کے لیے لیا تھا تاکہ مسلمانوں میں جوش وجذبہ پیدا ہو اور وہ متحرک ہو جائیں۔ پاکستان کی بڑی بڑی یونیورسٹیز میں بیٹھ کر دھڑلے کے ساتھ نظریۂ پاکستان کا انکار کیا جارہا ہے اور دو چار مذہبی گیٹ اپ والے لوگ بھی ان کو مل جاتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے تفصیل سے اس موضوع پر قوم کو بتایا کہ قائداعظم اور علامہ اقبال کا ویژن کیا تھا۔ اس حوالے سے ”علامہ اقبال، قائداعظم اور نظریۂ پاکستان“ سمیت بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کئی کتب موجود ہیں جن میں تاریخی حوالوں کے ساتھ وضاحت کی گئی ہے۔ اس کے بعد تنظیم اسلامی کے مختلف فورمز سے بھی حقیقت قوم کے سامنے لائی جاتی رہی ہے کہ پاکستان صرف اسلام کی بنیاد پر بنا تھا اور بانیانِ پاکستان اس کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کرنا چاہتے تھے۔ جب بھی قائداعظم سے پوچھا گیا کہ پاکستان کا دستور کیا ہوگا تو آپ نے ہمیشہ فرمایا کہ ہمارا دستور آج سے 1300 سال پہلے بن چکا ہے۔ سٹیٹ بینک کے افتتاح کے موقع پر آپ نے فرمایا کہ مغرب کے معاشی نظام نے دنیا کو لاینحل مسائل سے دوچار کر دیا ہے، ہمیں اسلام کے سنہری اصولوں کی روشنی میں اپنا معاشی نظام تشکیل دینا ہوگا اور اس کام کی میں خود نگرانی کروں گا۔ اسی طرح قائداعظم کی 110 کے قریب تقاریر موجود ہیں جو آپ کے اسلامی ویژن کی تصدیق کرتی ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد آپ نے اپنے خواب کی تعبیر کے لیے علامہ محمد اسد کو باقاعدہ ایک ڈیپارٹمنٹ قائم کر کے دیا جس کا مقصد اسلامائزیشن تھا۔ اسی طرح آپ نے مولانا مودودیؒ کو ریڈیو پاکستان کی نشریات کے ذریعے اسلام کے اجتماعی نظام کی تفہیم اور تشہیر کے لیے ذمہ داری سونپی۔ اسی طرح علامہ اقبال کی پوری شاعری نظریہ پاکستان کی عکاسی کرتی ہے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ آج یومِ قائد اور یومِ اقبال چھٹی منانے کے لیے رہ گئے ہیں اور اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر لانگ ویک اینڈ منا لیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! کہاں گئے قائداعظم کے اصول اور آپ کا ویژن۔ آج ہمارے سرکاری ادارے ہوں یا سول، ہر جگہ دفاتر میں قائداعظم کی تصویر لگی ہوتی ہے لیکن کرپشن، حرام خوری، جھوٹ، ظلم واستحصال سب ہو رہا ہوتا ہے۔

کرسمس ڈے منانا

25 دسمبر کو یوم قائد کے موقع پر دوسرا کام جو پاکستان میں کیا جاتا ہے وہ ہے حکومتی اور ریاستی اداروں کے اہم عہدیداروں کی جانب سے کرسمس منانا اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا۔

کرسمس بنیادی طور پر اس لیے منایا جاتا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔ اس ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ خود عیسائی مورخین اور علماء کا اس بارے میں شدید اختلاف ہے کہ 25 دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔ مسیحیت کے بڑے بڑے پادریوں کی کتابوں میں یہ چیزیں آپ کو مل جائیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض عیسائی چرچ جنوری میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جنم دن مناتے ہیں۔

کرسمس کے ساتھ بہت سے دوسرے غلط قسم کے تصورات بھی منسلک ہیں اور اس کو منانے سے ان غیر اسلامی تصورات کے پھیلنے کا بھی اندیشہ ہے۔ جیسا کہ آج تک ہم کتب میں پڑھتے آئے ہیں کہ AD کا مطلب آفٹر ڈیتھ ہوتا ہے۔ یعنی اس سال کے بعد جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی۔ حالانکہ یہ تصور بھی اسلامی عقیدے کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط﴾ (النساء:158) ”بلکہ اللہ نے اُسے اٹھالیا اپنی طرف۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اُٹھا لیا تھا۔ اسلامی عقیدے کے مطابق وہ زندہ ہیں۔ تاہم کرسمس کے پوشیدہ تصورات میں AD سے مراد آفٹر ڈیتھ بھی نہیں بلکہ یہ Anno Domini ہے جس کے معنی ہیں وہ سال جس میں خدا آیا (معاذ اللہ)۔ یعنی اس تصور میں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا قرار دے رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اس حوالے سے عیسائیت میں تین تصورات ہیں۔ (1)۔ خدا ہی عیسیٰ کی شکل میں آ گیا، (2)۔ خدا کے بیٹے کی صورت میں آیا، (3)۔ تثلیث کا تصور کہ خدا، عیسیٰ اور جبرائیل مل کر ایک خدا یا ایک خدا کی تین شکلیں۔ معاذ اللہ۔

یہ عقائد بدترین شرک اور بہت بڑے کفر پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ الاخلاص نازل فرما کر ان باطل عقائد کی نفی کر دی۔ فرمایا:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤﴾ ”کہہ دیجیے وہ اللہ یکتا ہے۔ اللہ سب کا مرجع ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور کوئی بھی اُس کا ہمسر نہیں ہے۔“

لہٰذا اسلام میں کرسمس منانے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ ہمارا دین کہتا ہے کہ اگر کوئی عیسائی کرسمس مناتا ہے تو اپنے گرجا گھر میں جا کر منائے۔ بجائے اس کے اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں اشرافیہ نے ایک تماشا لگا رکھا ہے کہ ریاستی اداروں کے سربراہان اور اہم حکومتی عہدیدار سرعام کرسمس منا رہے ہیں اور ان کے ساتھ کچھ دینی لبادہ اُوڑھے شخصیات بھی شریک ہوں گی تو ہماری نوجوان نسل کو کیا پیغام جائے گا؟ ان حرکتوں کو دیکھ کر عام مسلمانوں کے دلوں میں کیا احساس پیدا ہوگا؟ حالانکہ فتاویٰ موجود ہیں کہ اگر کوئی مسلمان گرجا گھر کی عظمت کا اعتقاد رکھتا ہے تو اس کا اسلام شک میں پڑ جاتا ہے۔ لہٰذا حکومتی اور ریاستی اداروں کے سربراہان اور عہدیداران ایسی حرکتیں کر کے کس چیز کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں؟ ذرا سوچیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ کیونکہ یہ ایسا گناہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ ”یقیناً اللہ اس بات کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے“ (النساء:48)

اسی طرح سورۃ المائدہ میں فرمایا:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ﴾ (المائدہ:72) ”یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔“

اللہ کا کلام تو تثلیث جیسے بیہودہ تصورات کی مکمل نفی کرتا ہے اور ایسے تصورات اور عقائد رکھنے والوں پر جنت حرام ہونے کا واضح اعلان کرتا ہے۔ لہٰذا ہمارے حکمرانوں اور ریاستی اداروں کے عہدیداران کو بھی چاہیے کہ وہ اللہ سے معافی مانگیں اور اس ناقابل معافی گناہ میں نہ تو خود شریک ہوں اور نہ ہی مسلم معاشرے میں اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام میں اقلیتوں کے حقوق ہیں، اسلام انہیں اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کی اجازت دیتا ہے مگر وہ اپنی عبادت گاہوں یا گھروں تک محدود رہ کر ایسی مذہبی رسومات پر عمل کر سکتے ہیں۔ سرعام مسلم معاشرے میں اپنے دین کی تبلیغ اور دعوت کی انہیں ہرگز اجازت نہیں ہے۔ عام مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی آنے والی نسلوں کو ان گمراہیوں سے بچائیں اور اپنے گھروں میں بھی اس حوالے سے تربیت اور ذہن سازی کریں۔ ایمان ہی ایک مسلمان کی اصل دولت ہے جس کی بنیاد پر اُخروی زندگی میں کامیابی مل سکتی ہے۔ اگر یہ دولت کھو گئی تو ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم اور ناکامی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان خرافات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پنجاب اسمبلی کا بل

ملک اس وقت بہت بُرے معاشی حالات سے گزر رہا ہے، لوگوں کے پاس بجلی کا بل جمع کرانے کے پیسے نہیں ہیں، قرض اُٹھا اُٹھا کر بجلی اور گیس کے بلوں کی ادائیگی کرتے ہیں، روزگار ناپید ہوتا جا رہا ہے، دو وقت کی روٹی مہیا کرنا عام آدمی کے لیے مشکل ہو رہا ہے۔ روزانہ خبریں گردش کرتی ہیں کہ بے روزگاری اور غربت سے تنگ آ کر کسی نے بیٹوں کو ذبح کر دیا اور خود بھی خودکشی کر لی، کسی نے بچوں سمیت خود کو دریا برد کر دیا جبکہ دوسری جانب اشرافیہ کی عیش و عشرت ہے کہ بڑھتی جا رہی ہے۔ پنجاب اسمبلی نے اپنے ہی ممبران کے لیے بل پاس کیا ہے جس کے مطابق ہر اسمبلی ممبر کی تنخواہوں میں 500 فیصد سے لے کر 960 فیصد تک اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عہدہ	سابق تنخواہ	نئی تنخواہ	اضافہ
اسمبلی ممبر	76 ہزار	4 لاکھ	%526
صوبائی وزیر	1 لاکھ	960000	%960
اسپیکر	125000	950000	%720
ڈپٹی سپیکر	120000	775000	%645
پارلیمانی سیکرٹری	83000	451000	%543
اسپیشل اسسٹنٹ	100000	665000	%665
ایڈوائزر	100000	665000	%665

دیگر مراعات میں اضافہ اس کے علاوہ ہے۔ اپوزیشن نے بھی کوئی خاص مزاحمت نہیں کی کیونکہ تنخواہوں اور مراعات میں اضافے کا سوال تھا۔ اندازہ کیجئے کہ اس غریب اور مقروض قوم پر کس قدر بھاری بوجھ مزید لاد دیا گیا ہے جو عوام نے ٹیکس میں مزید اضافہ کی صورت میں ادا کرنا ہے۔ کوئی خدا کا خوف ان حکمرانوں کے پاس ہے؟ دوسری طرف اشرافیہ کی کرپشن کی داستانیں اگر سنیں تو خود FBR کے چیئرمین کا بیان تھا کہ 6 سے 7 سو ارب روپے کی کرپشن اس ادارے میں ہوئی ہے جس کا کام کرپشن کو روکنا تھا۔ اللہ پاک ہمارے حکمرانوں اور اشرافیہ کو خوفِ خدا عطا کرے اور ان کے دلوں میں قوم کے لیے رحم ڈال دے۔ آمین!

محمود غزنوی مسلم ہیرو یا ڈاکو؟

صوبہ خیبر پختونخوا کے وزیر اعلیٰ نے بیان دیا ہے کہ محمود غزنوی نے سومنات پر 17 حملے کیے تھے، ہم نے تو اسلام آباد پر ابھی 5 ہی حملے کیے ہیں 12 حملے ابھی باقی ہیں۔ اس کے جواب میں وفاقی وزیر دفاع نے بیان داغ دیا کہ محمود غزنوی لٹیرا اور ڈاکو تھا۔

اندازہ کیجئے کہ ہماری سیاسی قیادت ہی نظریۂ پاکستان سے کس قدر دور ہوتی جا رہی ہے۔ نظریۂ پاکستان تو یہ ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے اور یہاں اسلامی اقدار کا بول بالا ہوگا۔ اس تناظر میں محمود غزنوی ہمارا ہیرو تھا جس نے بت پرستی اور شرک کے خلاف ہندوستان میں جہاد کیا۔ اس کے نتیجہ میں یہاں اسلام پھیلا اور بالآخر اسی اسلام کی بدولت مسلمانوں نے اپنا علیحدہ ملک پاکستان حاصل کیا۔ لیکن کیسی بدقسمتی ہے کہ آج اسلام کے انہی ہیروز کو لٹیرا اور ڈاکو قرار دیا جا رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ کے پی کے کا بیان بھی غلط تھا۔ محمود غزنوی نے اگر سومنات کو فتح کیا تو وہ اسلام اور کفر کی جنگ تھی۔ ہماری اسلامی تاریخ کے ان اہم واقعات کو سیاست اور ذاتی مفادات کے لیے بدنام کرنا کسی بھی لحاظ سے درست نہیں ہے۔ ہمارے وزیر دفاع کو بھی سوچنا چاہیے کہ ہم نے اپنے میزائلوں کے نام غزنوی اور غوری کے نام پر رکھے ہوئے ہیں۔ کیا آپ وزیر دفاع ہو کر ان میزائلوں کو متنازعہ بنائیں گے؟ لوگوں کے ذہنوں کو خراب کرنے کی کوشش کریں گے؟ کوئی خدا کا خوف کریں! آپ نے اگر سیاست کرنی ہے تو سیاست کریں، اسلامی تاریخ کو تو بدنام نہ کریں۔

یہ لبرلز اور اسلام بے زار لوگوں کا شیوہ ہے کہ وہ محمد بن قاسمؒ، محمود غزنویؒ، شہاب الدین غوریؒ جیسے مسلم ہیروز کو بدنام کرتے ہیں۔ جبکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وفاقی

وزیر دفاع کی سوچ تو ایسی ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ ہمارے باپ دادا نے اس ملک کے لیے اتنی قربانیاں صرف اس لیے دی تھیں کہ یہاں اسلام نافذ ہوگا۔ اسلامی تاریخ کی سنہری یادوں کو ایک بار پھر دہرایا جائے گا، یہاں خلافت راشدہ کی طرز پر اسلامی حکومت قائم ہوگی۔ لیکن بدقسمتی دیکھئے کہ خود حکومت اور ریاستی اداروں کے ذمہ داران ملک کو کس طرف لے کر جا رہے ہیں؟ حالانکہ وہ جانتے بھی ہیں یہ ملک قائم ہی اسلام کی وجہ سے ہے۔ اسلام ہی واحد نظریہ ہے جس نے یہاں کے لوگوں کو مختلف نسلوں، زبانوں، ثقافتوں اور جغرافیائی تقسیموں کے باوجود ایک قوم بنایا تھا۔ اگر ہماری اسلامی شناخت ہی باقی نہیں رہے گی تو یہ ملک بھی باقی نہیں رہے گا۔ پھر ہم بلوچ ہوں گے، پشتون ہوں گے، پنجابی اور سندھی تو ہوں گے لیکن پاکستانی نہیں رہیں گے۔ لہٰذا اسلامی بنیادوں کو کمزور کرنا خود ملک کی بنیادوں کو کھودنے کے مترادف ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کے لیے محبت کی، اللہ کی خاطر بغض رکھا، اللہ کی رضا کی خاطر عطا کیا اور اللہ کے لیے روک لیا تو اس نے ایمان مکمل کر لیا۔"

لہٰذا ہماری دوستی اور دشمنی صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہونی چاہیے۔ یہ سیاست اور حکومت سب کچھ عارضی ہے۔ غیروں کو خوش کرنے کے لیے اللہ کی تعلیمات سے بغاوت اور سرکشی کرنا اور اللہ کی تعلیمات کی مخالفت کرنا ہمارے لیے بہت بڑے عذاب کا باعث بن سکتا ہے۔ لہٰذا اقتدار چند روز کی کرسی اور اقتدار کے لیے اسلامی بنیادوں کو نہ اُکھاڑیں۔

پاک افغان تنازعہ

گزشتہ دنوں پاکستان کی طرف سے افغانستان میں ایئر سٹرائکس کی گئیں۔ اس کے بعد امارتِ اسلامیہ افغانستان کے ذمہ داران کی طرف سے بیان آیا ہے کہ اس پاکستانی حملہ کے نتیجہ میں وہاں کئی معصوم بچے اور خواتین شہید ہوئے ہیں۔ یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ملکی سلامتی کے لیے بھی انتہائی خطرناک ہے۔ وہ بھی مسلمان ہیں اور پاکستان سے محبت رکھتے ہیں، اگر کوئی غلط فہمی ہے، تنازعہ ہے تو مل بیٹھ کر حل کر لیا جائے، کوئی ناراضگی ہے تو اس کو دور کیا جائے لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ مسلمان بچوں اور عورتوں کو شہید کر رہے ہیں۔ اس سے قبل بھی ہم نے امریکہ کا ساتھ دے کر قبائلیوں کو ناراض کیا، ڈرون حملوں میں اپنے مسلمان بچوں اور عورتوں کو شہید کروایا۔ امریکہ اور عالمی طاقتوں کا تو منصوبہ ہے کہ اس خطہ میں امن نہ رہنے دیا جائے کیونکہ مستقبل کا خراسان یہی ہے جہاں سے اسلامی لشکر امام مہدی کی نصرت کے لیے جائیں گے۔ احادیث رسول ﷺ میں اس کی بشارت موجود ہے۔ لہٰذا طاغوتی طاقتوں کی تو خواہش ہے کہ یہ علاقہ جنگ کی نذر ہو جائے۔ اس صورت میں ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمارا کتنا نقصان ہو سکتا ہے۔ افغانستان کے خلاف برطانیہ عظمیٰ نے لشکر کشی کی جس کی حدود میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا، پھر سوویت یونین نے یلغار کی، وہ کتنی بڑی عالمی طاقت تھی لیکن سب قصۂ ماضی بن گئے۔ پھر امریکہ نے بھی 20 سال جنگ لڑ کر دیکھ لیا۔ آخر میں ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا کیونکہ ایک منصوبہ ان عالمی طاقتوں کا ہے اور ایک منصوبہ اللہ تعالیٰ کا بھی ہے اور وہ یہی ہے کہ اس علاقے کا آخری معرکہ حق و باطل میں بہت بڑا رول ہوگا اور یہیں سے اسلامی لشکر نکلیں گے ان شاء اللہ۔ لہٰذا ہم بھی خدائی منصوبے کے خلاف جا کر کامیاب ہرگز نہیں ہو سکتے۔ بہتری اسی میں ہے کہ ہم جنگ کی بجائے مذاکرات کا راستہ اختیار کریں اور خود کو تباہی میں نہ دھکیلیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں اور دیگر ذمہ داران کو بھی سمجھ عطا فرمائے۔ اس وقت پورا عالم کفر ملت واحدہ کی مانند عالم اسلام کے خلاف برسر پیکار ہے۔ ایک طرف اسرائیل غزہ میں مسلم بچوں اور عورتوں کو شہید کیے جا رہا ہے اور دوسری طرف ہم اپنے ہی مسلمان بھائیوں، بہنوں اور بچوں کو شہید کر رہے ہیں۔ یہ حکمرانیاں اور عہدے کب تک باقی رہیں گے۔ آخر اللہ کے سامنے جواب دینا ہے۔ اللہ کا خوف کریں۔ آخرت کی سخت جوابدہی کا احساس دل میں لائیں اور اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے کہ ہم یوم الدین کو مدنظر رکھ کر اس دنیا میں اپنے معاملات طے کریں۔ آمین! ۞۞

پریس ریلیز 3 جنوری 2025ء

شدید سردی میں غزہ کے مسلمانوں کے کیمپوں اور ہسپتالوں پر مسلسل اسرائیلی بمباری انسانیت سوز جرم ہے

شجاع الدین شیخ

شدید سردی میں غزہ کے مسلمانوں کے کیمپوں اور ہسپتالوں پر مسلسل اسرائیلی بمباری انسانیت سوز جرم ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ میڈیا میں بتائے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق 7 اکتوبر 2023ء سے غزہ پر جاری مسلسل اسرائیلی بمباری سے 46 ہزار سے زائد مسلمان شہید ہو چکے ہیں، جن میں اکثریت بچوں، عورتوں اور بوڑھوں پر مشتمل ہے۔ ایک لاکھ سے زائد افراد شدید زخمی ہیں جن کو جان بچانے کی بنیادی سہولیات بھی میسر نہیں کیونکہ صہیونی فوج غزہ کے تقریباً تمام ہسپتالوں کو تباہ کر چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حال ہی میں قابض صہیونی فوج نے شمالی غزہ میں کمال عدوان ہسپتال پر شدید بمباری کر کے ایک مرتبہ پھر ثابت کر دیا ہے کہ اسرائیل کے نزدیک یہودیوں کے علاوہ کسی دوسرے فرد کی زندگی کی کوئی اہمیت نہیں۔ پھر یہ کہ ایک طرف غزہ اور لبنان سمیت دنیا کے کئی خطوں میں مسلمانوں کو بدترین درندگی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے تو دوسری طرف پاکستان سمیت کئی مسلم ممالک میں سالِ نو کا جشن منایا جانا بے حمیتی کی انتہا ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ اب جب کہ پاکستان کو اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل کے غیر مستقل رکن کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے اور اگرچہ یہ بات اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ سیکیورٹی کونسل میں امریکہ اور دیگر اسرائیل نواز مستقل اراکین ہر ایسی قرارداد کو ویٹو کر دیتے ہیں جس میں اسرائیلی درندگی اور انسانیت کے خلاف جرائم کا تذکرہ ہو لیکن اس کے باوجود پاکستان کا سفارتی اور اخلاقی فرض ہے کہ اس فورم پر مقبوضہ فلسطین، مقبوضہ کشمیر، میانمار، شمالی سوڈان، صومالیہ اور ہر اس مسلم ملک کے حق میں مستقل آواز بلند کرے اور نتیجہ سے قطع نظر ظلم کو روکنے کے لیے مسلسل قراردادیں پیش کی جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک مسلمان ممالک متحد ہو کر طاغوتی قوتوں کے ظلم کے خلاف آواز بلند نہیں کرتے اور عملی اقدامات نہیں اٹھاتے، جرم ضعیفی کی سزا ان کا مقدر بنی رہے گی۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ممالک یک آواز ہو کر اور کھل کر طاغوتی قوتوں کو عملی اقدامات کی دھمکی دیں تاکہ دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی دادرسی بھی ہو سکے اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور اس معاملے میں جوابدہی سے بھی بچا جا سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

امیر تنظیم اسلامی کا پیغام، رفیقات تنظیم اسلامی کے نام

معزز رفیقات تنظیم اسلامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...

آج کے اس اجتماع کے موقع پر مجھے دس باتیں مختصراً آپ کے سامنے رکھنی ہیں۔

(1) سب سے پہلی بات یہ کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے کہ ایک طویل عرصہ کے بعد یہ سالانہ اجتماع 2024 میں کراچی کے حلقوں میں منعقد ہو رہا ہے۔ ایک مقام پر ایک حلقہ کا اور ایک مقام پر تین حلقوں کا اجتماعی طور پر۔

الحمد للہ رب العالمین۔ الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ...

تمام شکر و تعریف اللہ کے لیے جس نے ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائی، ہم ہرگز ہدایت پانے والے نہ ہوتے، اگر اللہ تعالیٰ ہی نے ہمیں ہدایت نہ دی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا ہم جتنا شکر ادا کریں گے، اللہ تعالیٰ مزید نعمت عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا جمع ہونا اور ان ساری کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین!

(2) دوسری بات یہ کہ فتنوں کا دور ہے اور فتنے کثرت سے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ بھرپور محنت و مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ اپنے ایمان وحیا اور اپنے گھرانوں کی حفاظت کے لیے رسول اللہ ﷺ نے قرآن حکیم کو تھامنے کی ہدایت فرمائی ہے تاکہ فتنوں سے بچاؤ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن حکیم سے تعلق کی مزید مضبوطی عطا فرمائے۔ آمین!

(3) تیسری بات یہ کہ اس فتنوں کے دور میں اجتماعیت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جہاں ایمان کی آبیاری، دین کو سیکھنا، قرآن حکیم سے تعلق مضبوط کرنا، ہم مقصد لوگوں سے ملاقات کا ہونا، اُن کے تجربات سے فائدہ اٹھانا اور اپنی روحانی واخلاقی و دینی اعتبار سے ترقی کے مواقع کا ملنا، الحمد للہ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

(4) کچھ عرصہ پہلے میں نے اپنے ایک خطاب عام میں عرض کیا تھا کہ ہر گھر کو قرآن حکیم اور خدمت دین کا مرکز بنانا ہے۔ ہمیں بڑا سوچنا ہے، پوری امت کا سوچنا ہے لیکن اس کا آغاز ہماری ذات اور ہمارے گھروں سے ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گھروں کو جنتی گھرانے بنائے اور خدمت قرآن حکیم اور خدمتِ دین کے لیے قبول فرمائے۔ آمین!

(5) عورتوں سے بہت اہم تقاضا ''مردوں کی معاونت'' کے اعتبار سے ہے۔ گھر کی ملکہ عورت کو بنایا گیا ہے البتہ گھر سے باہر کی ذمہ داری مرد کے ذمہ ہے۔ گھر سے باہر کسی کے والد، کسی کے شوہر، کسی کے بھائی، کسی کے بیٹے جتنی دین کی محنت کر رہے ہیں تو یقیناً گھر کی خواتین کو اس کا اجر مل رہا ہوگا، چاہے ان کے تقاضوں میں کچھ کمی ہوگی۔ دنیاوی اعتبار سے معاملات میں اور خرچوں میں کچھ کمی ہوگی تو یقیناً مردوں کو یکسوئی کے ساتھ دین کی خدمت کرنے کا موقع ملے گا اور یقیناً گھر کی خواتین کو بھی اس کا اجر عظیم اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

(6) چھٹی بات ''تربیت اولاد'' کے اعتبار سے ہے۔ ماؤں کی گودوں میں ہی پیغمبر پلے ہیں۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نے ماں کو اتنا بڑا رتبہ عطا فرمایا ہے۔ کل کے مجاہد ہوں، کل کے مبلغ ہوں، کل کے مدرس، کل کے مسلم سائنس دان ہوں وغیرہ۔ یہ سب آج کسی نہ کسی ماں کی گود ہی میں پلے بڑھیں گے۔ یہ تربیتِ اولاد کا بہت بڑا گوشہ ہے جو والدہ کی اولین ذمہ داری بھی بنتی ہے اور پھر یہی اولاد ہمارے لیے صدقہ جاریہ ہو تو اس سے بڑھ کر ہمارے لیے کیا انویسٹمنٹ ہو سکتی ہے۔

(7) ساتویں بات یہ کہ تنظیم میں شادی شدہ ملتزم رفقاء سے تقاضا ہے کہ گھروں میں ''گھریلو اسرہ'' کا اہتمام کریں اور یقیناً اس کے لیے اہل خانہ میں سے خاتون خانہ نے معاونت کا کردار ادا کرنا ہے۔ بیوی کے ذمہ ہے کہ اپنے شوہر کی معاونت کرے، بچوں کو لے کر بیٹھے اور بنیادی قرآن کریم، احادیث نبویہ اور سیرت النبی ﷺ سے تذکیر کی جائے۔ اسی طرح بنیادی لٹریچر کا مطالعہ کرنا بھی مطلوب ہے۔ یہ گھریلو اسرے مضبوط ہوں گے تو ہی ہمارے گھرانے واقعتاً قرآن ودین کی خدمت کا ذریعہ بنیں گے اور یہ سارا عمل ہمارے لیے صدقہ جاریہ بنے گا۔

(8) آٹھویں بات جو مختلف گوشوں سے تقاضا آتا ہے۔ گو کہ یہ بات میں خود عرض کر رہا ہوں لیکن تقاضا دوسروں کی طرف سے ہے۔ ''خطاب جمعہ کا اہتمام'' کہ ہم خود بھی سنیں اور اپنے گھر والوں کو بھی سنائیں۔ اسی طرح تنظیمی لٹریچر کا مطالعہ خواتین بھی اور حضرات بھی ضرور کریں تو ان شاء اللہ فکر بھی پختہ ہوگی اور تنظیم کے نظم سے جڑے رہنے کا موقع اور اس میں معاونت بھی ہمیں ملے گی۔

(9) نویں بات بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے کتابچہ ''مسلمان خواتین کے دینی فرائض'' کی یاددہانی کے طور پر ہے۔ یہ بہت جامع کتابچہ ہے اور یقیناً ہمارے ہاں مختلف سطحوں پر اس کا مطالعہ ہوتا بھی رہا ہے لیکن جیسا کہ میں مردوں کے سالانہ اجتماع میں کچھ اہداف رکھا کرتا ہوں۔ اسی طرح ایک ہدف کے طور پر رفیقات تنظیم اسلامی اس ہدف کو رکھیں کہ پھر سے مسلمان خواتین کے دینی فرائض والے کتابچہ کا اہتمام سے مطالعہ کرنا ہے۔ ڈسکشن میں بھی آ جائے تو بہت اچھی بات ہے اور اس کے اہم نکات ہمارے حافظہ کا حصہ بن جائیں تو یہ بہت ہی اچھی بات ہوگی۔

(10) دسویں اور آخری بات یہ کہ ماہ رمضان قریب آیا چاہتا ہے، کچھ ہی دنوں کی بات ہے۔ ابھی سے اس کی ''بھرپور تیاری'' کرنا ہے۔ دورہ ترجمہ قرآن، خلاصہ مضامین قرآن معہ تراویح کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا تنظیم اسلامی پر بڑا احسان ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اور ہم میں سے اکثریت کی ان ہی دورہ ہائے ترجمہ قرآن اور خلاصہ مضامین قرآن کی نشستوں میں سے گزر کر دین کی طرف پیش قدمی ہوئی اور آج ہم تنظیم میں شامل ہیں۔ ان محافل میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری اپنی شرکت بھی ہو، گھر والوں کی شرکت کا بھی اہتمام ہو اور دوسروں کے لیے بھی ہم اس بات کو پسند کریں کہ آگے بڑھ کر اپنے قریبی لوگوں کو اس کی دعوت دینا کہ یہ بہت بڑی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ذریعہ سے تنظیم اسلامی کو عطا فرمائی۔

بہر حال رمضان المبارک کی محافل میں نہ صرف اپنی شرکت کو یقینی بنانا ہے بلکہ اپنے قریبی لوگوں میں بھی اس کی دعوت کو عام کرنا ہے تاکہ قرآن حکیم کا نور پھیلے جس سے معاشرہ سے تاریکیاں ختم ہوں گی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت ہماری جانب متوجہ ہوگی۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ ہم سب کے ایمان اور حیا کی حفاظت فرمائے۔ ہماری اجتماعیت کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرتے دم تک اپنے دین پر قائم رکھے اور اس کی خدمت کے لیے ہم سب کو قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی، ہمارے والدین کی، ہمارے رفقاء ورفیقات، ہمارے اکابرین ومرحومین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ضرورت اس امر کی تھی کہ امریکی انخلاء کے بعد پاکستان امارتِ اسلامیہ افغانستان کو فوراً تسلیم کرتا: رضاء الحق

علامہ اقبالؒ، مولانا مودودیؒ اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس خطہ کے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ آج سامنے آرہا ہے: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

افغانستان کے ساتھ پاکستان کی بہت سی نیکیاں بھی ہیں، اب دانستہ یا نادانستہ ان کو ضائع نہیں کرنا چاہیے: بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد

’’امارت اسلامیہ افغانستان پر پاکستانی حملہ: عوامل اور نتائج‘‘

پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: افغانستان سے امریکی انخلاء اور طالبان کے دوبارہ اقتدار میں آنے کے بعد یہ امید کی جارہی تھی کہ پاک افغان تعلقات بڑے مثالی ہوں گے اور پاکستان کی مغربی سرحد ہر لحاظ سے محفوظ ہو جائے گی لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوسکا۔ آپ کے خیال میں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: افغانستان اور پاکستان کی سرزمین جغرافیائی، ثقافتی اور نظریاتی لحاظ سے ایک مشترکہ تاریخ رکھتی ہے اور ماضی قریب میں جو افغانستان کے ساتھ ہمارے تعلقات رہے ہیں، خاص طور پر افغان جہاد کے دور میں جس طرح سے پاکستان نے افغانستان کا ساتھ دیا اور جس طرح سے افغان مہاجرین کو پاکستان میں کھلے دل سے جگہ دی گئی تھی تو اس وجہ سے دونوں ممالک کے تعلقات بڑے مثالی تھے۔ لیکن بعد میں پاکستان سے کچھ ایسی غلطیاں ہوئیں، خاص طور پر نائن الیون کے بعد پاکستان نے امریکی جنگ میں حصہ لے کر افغانوں کو نہ صرف ناراض کیا بلکہ عملی نقصان بھی پہنچایا لیکن اس کے باوجود جب افغان طالبان کی حکومت دوبارہ قائم ہوئی تو توقع یہی تھی کہ اب تعلقات نہ صرف معمول پر آجائیں گے بلکہ دونوں ممالک اسلامی نظریہ کے حوالے سے پیش رفت بھی کریں گے لیکن بدقسمتی سے کچھ کوتاہیاں ایسی ہوئیں کہ تعلقات بگڑ گئے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں کوئی ایسا فورم فی الحقیقت نہیں ہے جو یہاں بیٹھ کر ملکی مفاد میں پالیسیاں بنائے۔ اگرچہ پارلیمنٹ اور سینٹ کی کمیٹیاں بھی موجود ہیں، وزارت خارجہ اور دفاع کی کمیٹیاں ہیں لیکن اس کے باوجود معلوم نہیں کون معاملات کو ڈیل کر رہا ہے اور نہ ہی اس ملک کے بہت بڑے دینی طبقہ کو آن بورڈ لے کر مشاورت کی گئی کہ پڑوس میں اتنی بڑی تبدیلی آئی ہے تو اب خارجہ پالیسی کیا ہونی چاہیے۔ بجائے اس کے جب افغان طالبان کی حکومت قائم ہوئی تو ادھر سے حنا ربانی کھر کو بھیج دیا گیا۔ اندازہ کیجئے کہ وہاں کا کلچر کیا ہے اور ہم کیا پیغام دے رہے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ پاکستان کی طرف سے سوچ بچار کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ ابھی تک امارتِ اسلامیہ افغانستان کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ یہ بہت ساری چیزیں ہیں جن کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اصل میں دیکھنا یہ ہے کہ مسلم ممالک کس کی

مرتب: محمد رفیق چودھری

پالیسی پر چل رہے ہیں۔ اگر ہم پاکستان کی بات کریں تو یہاں تو اس وقت امریکی پالیسی کو ہی ترجیح حاصل ہے جبکہ دوسری طرف وہی امریکہ ایک اطلاع کے مطابق افغان حکومت کو 80 بلین ڈالر دے رہا ہے۔ وہ کس لیے دے رہا ہے؟ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے، اس کے پیچھے اصل میں کوئی نہ کوئی تو امریکہ کا بھی کردار ہے۔ ہمارے حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے کہ وہ اپنے ملکی مفاد میں پالیسیاں بنا سکیں۔

سوال: افغان طالبان کے حکومت میں آنے کے بعد بڑی اُمید تھی کہ پاک افغان تعلقات مثالی ہوں گے مگر بدقسمتی سے ایسا نہ ہوسکا۔ آپ کے خیال میں اس کے کیا عوامل ہیں؟

رضاء الحق: دراصل افغان طالبان کی حکومت آنے کے بعد بھی دوطرفہ مائنڈ سیٹ تبدیل نہیں ہوا۔ 15 اگست 2021ء کو جب امریکی افواج کا افغانستان سے انخلاء ہوا تو انہوں نے پاکستان کا وہی روٹ استعمال کیا ہے جو مشرف دور سے پاکستان نے امریکہ کو دیا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ہزاروں امریکیوں اور افغانیوں کو اسلام آباد نے ہنگامی بنیادوں پر پناہ دی جن کو امریکہ افغانستان سے نکالنا چاہتا تھا۔ ان کو اسلام آباد کے ہوٹلوں میں ٹھہرایا گیا۔ اسی دوران شرپسند عناصر کو بھی پاکستان میں داخلے کا ویزا فری موقع مل گیا۔ امریکی انخلاء کے بعد بھی ہماری پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ہم نے افغان طالبان کو بھی اسی نظر سے دیکھا جس سے حامد کرزئی اور اشرف غنی انتظامیہ کو دیکھ رہے تھے۔ اُن کے بھارت کے ساتھ تعلقات تھے جبکہ افغان طالبان کو مختلف نظر سے دیکھنے کی ضرورت تھی، انہیں تسلیم کیا جاتا اور ان سے تعلقات بڑھائے جاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ دوسری طرف افغان طالبان بھی جب حکومت میں آئے تو ان کا افغانستان پر کنٹرول مضبوط نہیں تھا جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے TTP کے لوگ پاکستان میں آگئے اور دہشت گردی کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس کے جواب میں پاکستان نے بھی کارروائیاں شروع کر دیں۔ جیسا کہ حالیہ دنوں میں بھی پاکستان نے افغانستان میں ایک فضائی حملہ کیا ہے۔ ہمارے سرکاری میڈیا کے مطابق وہاں TTP کے کیمپ تھے جبکہ دوسری طرف امارتِ اسلامیہ افغانستان کا کہنا ہے کہ وہ مہاجرین تھے جو پاکستان سے گئے تھے اور ان میں خواتین، بوڑھے اور بچے بھی شامل تھے جو شہید ہوئے ہیں۔ تاہم جان بحق ہونے والوں میں TTP کے کچھ بڑے لوگوں کا ذکر بھی آرہا ہے۔ افغان طالبان بھی TTP کی موجودگی سے انکار نہیں کرتے البتہ ان کی اپنی رٹ ابھی تک کمزور ہے۔

خاص طور پر داعش کی موجودگی کی وجہ سے وہ کئی دھڑوں کی مخالفت مول نہیں لے رہے۔ اہم بات یہ ہے کہ خود افغان طالبان میں بھی دو دھڑے ہیں جو پاکستان کے حوالے سے مختلف نظریات رکھتے ہیں۔ افغان طالبان کے دو بڑے رہنما جن میں افغان وزیر دفاع بھی شامل ہیں ڈیورنڈ لائن کے حوالے سے ماضی میں بیان دے چکے ہیں کہ یہ تو بس ایک لکیر ہے۔ گویا وہ اس کو سرحد تسلیم نہیں کرتے۔ حالیہ پاکستانی فضائی حملہ کے بعد بھی افغان فورسز کی طرف سے پاکستانی چوکیوں پر حملے ہوئے ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ دونوں ممالک مل بیٹھ کر اپنے تنازعات حل کرلیں ورنہ انڈیا بھی افغانستان سے تعلقات بڑھا رہا ہے اور افغان طالبان کے ذمہ داران بھی انڈیا کا دورہ کر چکے ہیں۔ چین، روس، متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب کے تعلقات بھی افغان حکومت کے ساتھ بہتر ہو رہے ہیں۔ اس صورت میں اگر پاک افغان تعلقات بہتر نہ ہوئے تو یہ پاکستان کے مستقبل کے لیے بھی نقصان دہ ہوسکتا ہے۔

سوال: یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بھارت گزشتہ کئی سالوں سے افغان سرزمین کو پاکستان میں دہشت گردی کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں حالیہ دہشت گردی کی لہر میں بھی بھارت ملوث ہوسکتا ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: بھارت تو قیام پاکستان کے وقت سے ہی ہمارا دشمن ہے اور اس کی مسلسل کوشش رہی ہے کہ پاکستان کو کمزور کرے۔ کلبھوشن یادیو کا نیٹ ورک اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ بلوچستان میں جو دہشت گردی ہو رہی تھی اس کے پیچھے بھارت کا ہاتھ تھا۔ اسی طرح سوشل میڈیا کے ذریعے بھی بھارت انتشار پھیلانے میں کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ افغانستان میں اس کے تربیتی کیمپ بھی رہے ہیں۔ تاہم پاکستان کی اپنی غلطیاں بھی ہیں۔ حالیہ فضائی حملہ جب پاکستان کی طرف سے ہوا تو پاکستان کی طرف سے بھیجا گیا ایک مشیر خصوصی افغانستان میں موجود تھا اور وہ لوگوں سے ملاقاتیں کر رہا تھا تاکہ پاک افغان تعلقات معمول پر آجائیں لیکن اسی دوران پاکستان نے افغانستان میں فضائی حملہ کر دیا اور وہاں 46 مسلمان شہید ہوگئے جن میں عورتیں، بوڑھے اور بچے بھی تھے۔ اس پر اقوام متحدہ نے بھی احتجاج کیا ہے۔ گویا آپ نے خود اپنے سفارتی مشن کو ناکام بنا دیا۔ اس کے کس قدر منفی اثرات ہوں گے، اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

رضاء الحق: برسلز سے انڈین کرونیکلز کی جو تفصیلات سامنے آئی تھیں ان سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بھارت نے سوشل میڈیا کا استعمال کرکے کس طرح پاکستان کو ایک دہشت گرد ملک ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ کلبھوشن تو صرف ایک مثال ہے۔ ایسی ہزاروں مثالیں بھارت کے اصل چہرے سے نقاب اُتارنے کے لیے موجود ہیں۔ کچھ عرصہ قبل لاہور میں بم دھماکہ کے پیچھے بھی را کا ہاتھ تھا۔ سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کلبھوشن ایران کے راستے سے کیوں داخل ہوتا رہا؟

سوال: افغان طالبان کے حکومت میں آنے سے قبل امریکہ سے جو مذاکرات ہوئے تھے ان میں یہ شرط بھی

دونوں اطراف نقصان پر نقصان اُٹھانے کے بعد آخر کار ہمیں مذاکرات کی طرف ہی آنا پڑے گا۔

فائنل ہوئی تھی کہ افغانستان کی سرزمین کو کسی بھی دوسرے ملک میں دہشت گردی کے لیے استعمال نہیں ہونے دیا جائے گا مگر اب پاکستان میں دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے واقعات پر پاکستانی حکومت افغانستان سے مسلسل شکایت کیے جارہی ہے۔ آپ کے خیال میں کیا افغان حکومت معاہدے کی پاسداری میں ناکام رہی ہے؟

رضاء الحق: دوحہ معاہدے کی بہت سی شرائط ایسی تھیں جن پر فوری طور پر عمل کرنا کسی بھی نئی حکومت کے لیے ممکن نہ تھا۔ خاص طور پر جب داعش جیسے کئی گروہ افغانستان میں سرگرم تھے۔ اگر تو افغان طالبان کی حکومت پاکستان میں دہشت گردی میں براہ راست ملوث ہے پھر تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے لیکن اگر کوئی دوسرا گروہ اس میں ملوث ہے تو پھر افغان طالبان پر الزام نہیں آتا کیونکہ ابھی ان کی رٹ مکمل طور پر قائم نہیں ہوئی۔ پھر یہ کہ دوحہ معاہدے کے بعد بھی افغان طالبان پر کچھ ایسی شرائط مسلط کرنے کی کوشش کی گئی جو شاید ان کے لیے ماننا ممکن نہ تھیں جیسا کہ پاکستان کی طرف سے بھی بات کی گئی کہ خواتین اور مردوں کو یکساں مواقع دیئے جائیں۔ حالانکہ افغان معاشرہ ایسی شرائط کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ پھر یہ بھی کہا گیا کہ تمام دھڑوں کو ملا کر حکومت بنائی جائے، حالانکہ وہ اپنے زمینی حقائق کو ہم سے بہتر سمجھتے ہیں۔ ان کو حکومت میں آئے تقریباً تین سال ہو چکے ہیں۔ بنیادی طور پر ہمیں ان کی کپیسٹی بلڈنگ (capacity building) میں مدد کرنی چاہیے تھی۔ جیسے چین نے ان سے معاہدے کیے ہیں، اب روس نے بھی تسلیم کرنے کا اشارہ دیا ہے۔ اسی طرح پاکستان بھی ان کی کپیسٹی بلڈنگ میں ان کی مدد کرکے تعلقات کو بہتر بنا سکتا تھا۔ یعنی جس طرح پاکستان میں پولیس کا ادارہ ہے، FIA ہے، رینجرز ہے، بارڈر فورسز ہیں، لیویز ہیں۔ اس طرح افغانستان میں ابھی سیکیورٹی کا ایسا نظام قائم نہیں ہو پایا۔ پھر یہ کہ پاکستان اپنے بارڈرز پر اپنا کنٹرول بڑھائے۔ یعنی جتنے شر پسند عناصر ہیں انہیں اپنی سرزمین پر ہی گرفت میں لیا جائے۔ کے پی کے حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ امن وامان قائم کرنے میں اپنا کردار ادا کرے لیکن اس معاملے میں وہ بھی سنجیدہ نہیں لگ رہی۔ اگر سنجیدگی اور اخلاص کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں تو امید ہے کہ حل نکل سکتا ہے۔

سوال: پاکستان اور افغانستان کے سفارتی تعلقات دن بدن بگڑ رہے ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ امریکہ کی طرح افغان طالبان کو بھی یہ یقین ہو چکا ہے کہ پاکستان ہمارے ساتھ ڈبل گیم کرتا رہا ہے، آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

بریگیڈیئر جاوید احمد: پاکستان نے سالہا سال افغان مہاجرین کو پاکستان میں سنبھالا ہے، یہاں تک کہ اپنے شہریوں کے برابر حقوق دیئے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ پاکستان نے کوئی ڈبل گیم کی ہے۔ اگر اس طرح کی غلط فہمیاں ہیں تو انہیں مل بیٹھ کر دور کرنا چاہیے۔

سوال: اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان نے افغان مہاجرین کی مدد کی ہے لیکن دوسری طرف امریکہ کا اتحادی بن کر ہم نے اپنے اڈے اور فضائی حدود کو بھی افغانوں کے خلاف استعمال کیا، یہاں تک کہ افغانستان کے سفیر کو پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر دیا۔ کیا یہ ڈبل رول نہیں تھا؟

بریگیڈیئر جاوید احمد: یہ ڈبل نہیں بلکہ سنگل رول تھا، ہم اس وقت مکمل طور پر امریکہ کے ساتھ تھے۔ لیکن اس کے باوجود افغان طالبان نے کبھی ایسا کوئی بیان نہیں دیا کہ پاکستان نے 20 سال تک ہمیں امریکہ سے مروایا ہے، اس کا ہم بدلہ لیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی افغانستان کے ساتھ نیکیاں بھی بہت ہیں۔

اب دانستہ یا نادانستہ میں ان نیکیوں کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ہماری تاریخ ایسی نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے کو دشمن سمجھ کر بیٹھ جائیں ۔ دونوں ممالک کو مل بیٹھ کر تنازعات کا حل نکالنا چاہیے۔

سوال: TTP کو فتنہ الخوارج قرار دینے سے پہلے سابقہ حکومت نے ان سے مذاکرات بھی کیے تھے، کچھ عرصہ سیز فائر بھی رہا، یعنی کوئی دہشت گردی نہیں ہوئی۔ ان کے بہت سے لوگ رہا بھی کیے گئے ۔ عام معافی دینے کی باتیں بھی ہوئیں ۔ کیا سابق حکومت اور اسٹیبلشمنٹ ایک پیج پر نہیں تھے ، اگر تھے تو پھر مذاکرات کامیاب کیوں نہ ہو سکے؟

بریگیڈیئر جاوید احمد: دہشت گردی کے خلاف ہماری 23 سالہ جنگ میں کئی مرتبہ مذاکرات کے ادوار آئے ہیں ۔ ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ آخری حل بھی مذاکرات ہی ہے۔ سوویت یونین اور امریکہ افغانستان سے نکلے ہیں تو آخر میں انہیں بھی مذاکرات ہی کرنے پڑے ہیں ۔ اگر ہم اس سے سبق حاصل کریں تو مذاکرات کامیاب ہو سکتے ہیں ۔ سابق حکومت کے دور میں جو مذاکرات ہوئے ، اس میں غلطی یہ ہوئی ان کو فالو اپ نہیں کیا گیا ، دوسری بات یہ کہ ہم میں اتفاق رائے بھی نہیں تھا ۔ جو لوگ مذاکرات نہیں چاہتے انہیں سبق سیکھ لینا چاہیے کہ دونوں طرف نقصان اُٹھانے کے بعد آخر کار ہمیں مذکرات کی طرف ہی آنا پڑے گا ۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم آج سے ہی اس طرف آ جائیں ۔

سوال: پاکستان کا مذہبی طبقہ ، خاص طور پر دینی جماعتیں افغان طالبان کی بہت زیادہ حمایتی رہی ہیں اور اب بھی ہیں ، کیا وجہ ہے کہ حالیہ پاک افغان کشیدگی کو دور کرنے میں دینی جماعتیں اپنا کردار ادا کرتی ہوئی نظر نہیں آ رہیں؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: بنیادی بات یہ ہے کہ پاکستان اور افغانستان دونوں کی کچھ مجبوریاں ہیں ۔ پاکستان امریکہ کے ہاتھوں مجبور ہے ۔ دوسری طرف افغان طالبان کی مجبوری یہ ہے کہ امریکہ کے خلاف 20 سالہ جنگ میں TTP ان کے اتحادی رہے ہیں ۔ اس لیے اب ان کے خلاف کوئی قدم اُٹھانا افغان طالبان کے لیے آسان نہیں ہے کیونکہ وہ داعش کے خلاف بھی لڑ رہے ہیں ۔ اس دہشت گردی کی لہر کو روکنے کے لیے مذہبی اور دینی جماعتیں اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں ۔ افغانستان میں مفتی تقی عثمانی صاحب اور مولانا سمیع الحق صاحب کے بہت سے شاگرد ہیں ۔ اسی طرح مولانا فضل الرحمان صاحب اور جماعت اسلامی کا بھی اثر و رسوخ ہے ۔ عام تاثر یہ ہے کہ افغان طالبان کے سربراہ ملا ہیبت اللہ کسی سے ملاقات نہیں کرتے لیکن مولانا فضل الرحمان صاحب سے ان کی ایک ملاقات ہو چکی ہے ۔ ملا عمرؒ کے بیٹے موجود ہیں ان سے بھی ملاقات ہو سکتی ہے ۔ دونوں طرف کے علماء حضرات مل بیٹھ کر مسئلہ کو حل کر سکتے ہیں مگر اس میں اصل رکاوٹ یہ ہے کہ ہمارے سیاستدان اور اسٹیبلشمنٹ سنجیدہ نہیں ہیں ۔ ہمارے مشیران اور سیاسی رہنما وہاں جاتے ہیں اور واپس

> **دونوں طرف کے علماء حضرات مل بیٹھ کر پاک افغان تنازعات کو حل کر سکتے ہیں لیکن اس میں اصل رکاوٹ اسٹیبلشمنٹ اور سیاسی قیادت میں ہم آہنگی کا فقدان ہے۔**

آ کر بڑے دعوے کرتے ہیں لیکن بعد میں پتہ چلتا ہے کہ ان کی کسی ذمہ دار شخصیت سے ملاقات ہی نہیں ہوئی ۔ کہیں نہ کہیں ہماری پالیسی میں خامی ہے ۔ اصل میں اسٹیبلشمنٹ اور سیاسی قیادت ایک پیج پر ہوں اور علماء کو بھی آن بورڈ لیں تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے ۔

سوال: پاکستانی وزیر اعظم شہباز شریف صاحب نے گزشتہ دنوں بیان دیا تھا کہ افغان حکومت ایک طرف کہتی ہے کہ ہم پاکستان سے تعلقات بڑھانا چاہتے ہیں اور دوسری طرف TTP والوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے ۔ ایسا نہیں چلے گا ۔ ان کشیدہ حالات میں وزیر اعظم پاکستان کا اس طرح کا بیان جلتی پر تیل کا کام نہیں کرے گا؟

رضاء الحق: دراصل دونوں ممالک کی حکومتیں ایک دوسرے کے حالات کو نہیں سمجھ پا رہی ہیں ۔ پاکستان کی بات کریں تو 2024ء میں یہاں دہشت گردی کے 444 واقعات ہوئے ہیں جن میں 685 سیکیورٹی اہلکار شہید ہوئے ہیں ، سویلین کی شہادتیں اس کے علاوہ ہیں ۔ ان واقعات میں داعش بھی ملوث تھی ، BLA بھی ملوث تھی ، انڈیا اور دیگر ممالک کے خفیہ ہاتھ بھی تھے ۔ اس وقت پاکستان کے حوالے سے انڈیا اور اسرائیل ایک ہی پیج پر ہیں ۔ اسی طرح شام کی صورتحال بدل جانے سے زینبیون اور فاطمیون جیسے دہشت گرد گروہ بھی واپس پاکستان میں آ گئے ہیں ۔ وہ بھی فرقہ وارانہ طور پر فسادات میں جلد ملوث ہو سکتے ہیں ۔ دوسری طرف افغانستان کو بھی داعش جیسے فتنوں کا سامنا ہے اور ان کے ہوتے ہوئے اپنے اتحادیوں کے خلاف محاذ نہیں کھولا جا سکتا ۔ امن قائم کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ مل بیٹھ کر ایک دوسرے کی مجبوریوں کو بھی سنیں اور اپنی اپنی غلطیوں ، کوتاہیوں کا ازالہ بھی کریں ۔

سوال: شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے افغانستان کو ایشیا کا دل قرار دیا تھا ۔ یعنی اگر دل میں فساد ہوگا تو پورے ایشیا کا امن و سکون داؤ پر لگ جائے گا ۔ اس پس منظر میں دونوں ہمسایہ برادر ممالک آپس میں دوستانہ تعلقات کیسے قائم کر سکتے ہیں ۔ اس حوالے سے آپ افغان حکومت کو کیا مشورہ دیں گے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: یہ بات تو بڑی واضح ہے علامہ اقبال ہوں ، مولانا مودودیؒ ہوں یا ڈاکٹر اسرار احمدؒ ہوں ، یہ لوگ مستقبل کے حالات کے حوالے سے گہری بصیرت رکھتے تھے ۔ انہوں نے جو باتیں فرمائی تھیں وہ آج سامنے آ رہی ہیں ۔ علامہ اقبال کے نزدیک افغانستان کی ایشیا میں مرکزی حیثیت حاصل تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ سوویت یونین اور امریکہ سمیت بڑی طاقتوں نے افغانستان کو اپنا مرکز بنانا چاہا تا کہ وہ یہاں سے ایشیا کو کنٹرول کر سکیں لیکن دونوں ناکام رہیں ۔ علامہ اقبال نے تصور دیا تھا کہ افغانستان میں امن ہوگا تو اس کے ساتھ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا خواب بھی پورا ہوگا ۔ افغانستان میں اسلامی نظام قائم ہوگا تو پاکستان میں بھی اقامتِ دین کی تحریکوں کو تقویت ملے گی ۔ ان شاء اللہ!

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان ۔
2۔ ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: امیر جماعت اسلامی کے خصوصی مشیر برائے سیاسی امور
3۔ بریگیڈیئر (ر) جاوید احمد : دفاعی تجزیہ نگار

فصلِ ہلاکت......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اس وقت دنیا میں جو کچھ چل رہا ہے بہت توجہ سے دیکھنے سمجھنے کی ضرورت ہے، اپنے ملکی حالات کو بچانے، سنبھالنے، سدھارنے کے لیے۔ دگرگوں ہے جہاں تاروں کی گردش تیز ہے ساقی! نہایت غیر معمولی غیر متوقع تبدیلیاں اور پسِ پردہ کارفرما قوتوں کے عزائم صرف مشرق وسطیٰ کا نقشہ بدلنے کو نہیں، پاکستان، مسلم دنیا میں اہم ترین ممالک میں سے ایک ہے۔ ایٹمی قوت کا مالک انتشار، عدم استحکام، معاشی بدنظمی، کسمپرسی، سیاست بازی، (شام جیسی) فرقہ وارانہ کشمکش، کرسی کے کھیل کھیلنے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ اُلجھنیں فوری سلجھانے کی بجائے پارہ چنار کا مسئلہ کراچی کا امن خراب کرنے کا ذریعہ کیوں بنے؟ وہ پاکستان جو امت مسلمہ کے سر کا تاج، سب کمزور مسلم ممالک کا پشت پناہ، ان کی آواز تھا، آج خود اپنے لیے بھی کسی عالمی فورم پر کیس لڑنے، تنازعہ حل کرانے، آواز اُٹھانے کی صلاحیت کھو بیٹھا ہے۔ اسلام آباد کے خوبصورت تجارتی مراکز میں رنگ برنگے بھیک مانگتے بہروپیے دیکھ کر نظر چرانی پڑتی ہے کہ بصد معذرت، وہ پاکستان ہی کی (عالمی برادری میں) ایک تصویر، عکس محسوس ہوتی ہے۔

دردمند پچھلی نسل رخصت ہوگئی۔ نئی نسل اُمت تو کیا، خود اپنی تاریخ جغرافیے سے بھی بے بہرہ ہے۔ کھوکھلی جذباتیت، نعرہ بازی، بھیڑ چال، کالی سکرینوں کی پروردہ، محنت سخت کوشی سے نا آشنا! زیادہ دور نہ جاسکے کہ: وہ کیا گردوں تھا جس کا تو ہے اک ٹوٹا ہوا تارہ۔۔۔ عظیم الشان اسلامی تاریخ نہ بھی پڑھ سکے تو کم از کم 2011ء کی عرب بہار ہی سیاق وسباق اور مکمل قریبی تاریخی تناظر میں اُن تمام مسلمان ممالک کو پڑھ لے۔ ہم تیزی سے انہی حالات کی طرف لپک رہے ہیں۔ انتشار، خانہ جنگی، مدبر سیاست کاری، سیاست دانی سے عاری، پیسے کی پجاری، قیادت کی صفوف۔ کم از کم غزہ اور شام کو پڑھیے، سمجھیے۔ بین الاقوامی سیاست، بڑی طاقتوں کے مکر وفریب، قیامت خیز ظلم ڈھانے والی کٹھ پتلیوں کے پیچھے کارفرما مغربی ہاتھ! جمہوریت، انسانیت، ہیومنزم، جنیوا کنونشنز، عالمی عدالت ہائے انصاف، عورتوں بچوں کے بھی خواہوں کے حقیقی چہرے، یہ سب پہلے غزہ اور اب شام نے دنیا کی تمام سکرینوں پر دکھا دیا، پڑھا دیا۔ ملکوں ملکوں شرمناک انسانیت سوز مظالم سے لبالب بھری جیلیں، جہاں انسان داخل کیے جاتے اور ڈھانچے، لاشیں برآمد ہوتی رہیں۔ اس سے نہ امریکہ بری ہے، نہ اس کے محبوب کارندے حکمران! سیاہ فام امریکی آبادی سے پوچھ لیجیے یا گوانتانامو، باگرام، ابوغریب سے۔ اور اب قیامت خیز، انسانیت سوز، ہولناک مظالم کے زندان خانے شام اور اسرائیل کے۔ یہ ہے اکیسویں صدی کی چکا چوند، آسمان کو چھوتی ترقی! بش جونیئر (دہشت گردی کی جنگ کا موجد) اور اب ٹرمپ کا یہ کہنا کہ یہ تہذیب اور خونخواری، وحشیانہ پن کے مابین جنگ ہے۔ یہ ابھی تازہ ارشادات میں سے ہے، جب بشار الاسد کے جانے کا غم دنیائے کفر کے لیے تازہ چرکہ تھا۔ (ظاہری بیانات پر نہ جائیے گا۔) یعنی مہذب ان کے سوا کوئی نہیں۔ چیتھڑے بنی لاشیں اور تاخت وتاراج آبادیاں جن کی ہیں، وہ مسلمان تو وحشی اور خونخوار ٹھہرے اور یہ خود مہذب! شام کا حشر (بشار اور حافظ الاسد کے 54 سال) اور اس کے مددگاروں کی ساری داستانیں خود گارڈین، بی بی سی، سی این این نے مجبوراً سنا ڈالیں۔ اس دوران غزہ میں اسرائیل کی کارفرمائی صرف ہسپتالوں کی دیکھ لیں، ہم شہروں، بستیوں کی بات نہیں کرتے۔ ہسپتال جنگی جرائم کے دائرے میں آتا ہے اگر اسے جنگوں میں تحفظ نہ ملے۔ غزہ کے 33 ہسپتال مکمل تباہ، غیر فعال کر دیئے اسرائیلی فوج کی بمباریوں نے۔ ٹینکوں سے محاصرے اور گولہ باری، آگ لگاتے رہے، لیبارٹریاں، آپریشن تھیٹر، طبی آلات، ہمہ نوع وسائل کچرا بنا دیئے۔ یو این نے بھی کہہ ڈالا کہ یہ جنگی جرم ہے، طبی قتل (Medicide) ہے۔ WHO کا سربراہ ٹیڈروس بھی چلا اٹھا 'ہسپتالوں پر حملے بند کرو'۔ ٹیڈروس خود بھی یمن ایئرپورٹ پر اسرائیلی حملے کی زد میں آکر بال بال بچا! (پوری دنیا ہی اسرائیل کی زد میں ہے۔ انوکھا لاڈلا امریکہ، مغرب کا!) کمال عدوان شمالی غزہ کا آخری فعال ہسپتال اب تباہ کر کے طبی عملے سمیت 240 کو کپڑے اتروا کر گرفتار کر کے لے گئے۔ ڈاکٹر حسام ابوصفیہ دوسری مرتبہ گرفتار ہوئے ہیں۔ انھیں لاٹھیوں سے شدید پیٹا اور کپڑے اتروا کر نامعلوم منزلوں کی طرف لے گئے۔ جب ڈاکٹر ابوصفیہ کا بیٹا شہید ہوا تو انھوں نے جنازہ خود پڑھا کر ہسپتال کے احاطے میں دفن کر کے ہسپتال کی تفاصیل بتاتے ہوئے کہا، 'ہم تو انسانیت بچانے پر مامور تھے۔ اسرائیلی فوج نے سب کچھ جلا دیا، ہمارے دل بھی جلا دیئے۔ میرا بچہ مار ڈالا۔ دنیا کو سمجھنا ہے، یہاں کیا ہو رہا ہے۔ یہ عمداً قتلِ عام جاری ہے۔ میں اپنی ڈیوٹی سے کبھی دستبردار نہ ہوں گا۔ یہ تباہ کن صورتحال ہے۔ عالمی برادری سے ہمیں مدد درکار ہے۔'

اسلام کو وحشیانہ کہنے والوں کی مشرق وسطیٰ میں سب سے بڑی جمہوریت اسرائیل اور دنیا میں بابائے جمہوریت امریکہ کے عام تباہی کے لامتناہی ہتھیاروں کی برسات ہیروشیما، ناگاساکی، پہلی، دوسری جنگ عظیم کی بمباری کو مات دے گئی۔ لاشوں سے آنکھیں، گردے، دل، جگر، پیوندکاری کے لیے نکال کر شاندار عالمی طبی تجارت مسلم مقتولین کے اعضاء سے کر رہی ہیں۔ یہ ہے 'جمہوریت' کا حسین چہرہ۔ شام، فلسطین والوں کی تو سبز، نیلی خوبصورت آنکھوں کی پیوندکاری مغرب کی طبی ترقی میں نگینہ بنا کر اس (کریہہ) تجارت نے جڑ دیں! عام تباہی کے انہی ہتھیاروں کے نام پر امریکہ نے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجائی تھی۔ 'تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی'۔ اس پوری سرزمین کا ہر درخت اور پتھر (احادیث کے مطابق) پکار اٹھے گا۔ میرے پیچھے یہودی چھپا ہے! آخر ایسا کیوں نہ ہو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آمد پر! پتھروں، درندوں کے بھی سینے شق ہو گئے ان کے مظالم کی سفاکی، بربریت کی حدت وشدت پر۔ امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے کارندے مائیک کے سی نے یہ کہتے ہوئے استعفیٰ دے دیا کہ اسرائیلی حکومت کی حمایت اور اس کے مطالبات پورے کرتے چلے جانا یہ سب کچھ غلط، ناقابل برداشت اور شرمناک ہے۔ غزہ میں اسرائیل کی تباہ کن مہم جوئی۔ اس نے ایسا کبھی کہیں نہیں دیکھا!

ایک نظر شام پر بھی۔ بشار الاسد سے پہلے حافظ الاسد نے 1982ء میں شام کے چوتھے بڑے شہر حماۃ کو 27 دن محصور کر کے اخوانی بغاوت کو کچلا، بمباری کر کے۔ عام شہری نشانہ بنے ہزاروں کی تعداد میں۔ ٹارچر، ماورائے عدالت قتل، لاپتگی ڈھائی لاکھ آبادی پر برسے۔ دونوں باپ بیٹا قصابی میں طاق رہے۔ جنوری 2014ء میں شامی فوج سے

نکل بھاگنے والے فوٹو گرافر نے 53 ہزار لاشوں کی تصاویر سمگل کیں جو اسدی قید خانوں میں مارے گئے۔ یہ تصاویر مارچ 2015ء میں ہیومن رائٹس واچ کو، شامی تنظیم (جو گمشدگان اور ضمیر کے قیدیوں کے حوالے سے کام کر رہی تھی) نے حوالے کیں۔ یہ ہولناک تصاویر اور پس پردہ داستان دنیا کے سامنے آچکی تھیں۔ عالمی چوہدریوں کو، 'اگر مردے بول سکتے: شامی زندانوں میں ٹارچر اور قتلِ عام' کے عنوان سے ہیومن رائٹس واچ جیسی تنظیم کا یہ تصدیقی ہولناک المیہ نظر نہ آیا؟ گارڈین، نیویارک ٹائمز، سب نے یہ سب کچھ شائع کیا، بی بی سی کے مطابق UN سیکورٹی کونسل کو یہ تصاویر دکھائی گئیں مگر بشار جنگی مجرم نہ ٹھہرایا گیا۔ اسرائیل کے لیے امریکہ کا ویٹو ساری سیاہیاں مٹانے کو رہا۔ شام کو روس کا ویٹو میسر تھا۔ دنیا پوری ڈھٹائی سے خوفناک مظالم سے منہ پھیرے رہی۔ شاید اسی دن کے لیے ظلم کی انتہاؤں پر آخری ضرب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی لگنی لازم تھی جو رب تعالیٰ نے انہیں زندہ اُٹھا لیا! مذکورہ کہانی تو شام پر ڈھائی قیامتوں کا ایک شوشہ ہے صرف۔ دفاتر لکھے جا سکتے ہیں شام اور دیگر عرب بہار ممالک اور ان کے سفاک حکمرانوں، مظلوم عوام اور اندھے گونگے بہرے عالمی اداروں اور چوہدریوں پر۔ سب کچھ نیٹ پر موجود ہے پڑھ دیکھیے! تصویر شام کی یہ ہے کہ اسدی حلقوں، علویوں کے علاقے تو خوبصورت لہلہا رہے ہیں۔ باقی زیادہ تر شامی شہروں اور غزہ کے ملبوں، کھنڈروں میں کوئی فرق نہیں۔ تعمیر نو ایک بہت ہی بڑا چیلنج ہے۔ احمد الشرع نے نوزائیدہ جمہوریت پسندوں کے انیکشن کروانے، آئین بنانے کے مطالبے پر 4 سال اور 3 سال کا کہہ دیا ہے، سعودی العربیہ کو انٹرویو دیتے ہوئے۔ ووٹر لسٹ؟ لاکھوں تو قبروں میں یا مہاجرتوں میں ہیں یا لاپتہ ہیں! 'پہلی ترجیح ملک میں بلاتفریق امن وامان، خوشحالی، عدل، استحکام دینا، معاشی حالت سنوارنا ہے'۔ یہ جو Inclusive 'مشمولہ حکومت' کی رٹ دنیا (خصوصاً امریکہ) نے لگا رکھی ہے جس میں تمام اقلیتوں، نسلوں کی نمائندگی ہو۔ یہ رٹ صرف افغانستان، شام، بنگلہ دیش جیسے ممالک ہی کے لیے لازمہ ہے! خود امریکہ کی مشمولہ حکومت میں 435 کانگریس ممبران میں صرف 2 مسلمان خواتین ہیں جن کی چٹنی بنتی رہتی ہے۔ اکثریتی سنی شام میں حد درجے اقلیتی صدور 54 سال رہے تو مشمولہ کی یاد نہ آئی؟

نوحہ گر چپ ہیں کہ روئیں تو کس کو روئیں
کوئی اس فصلِ ہلاکت میں سلامت بھی تو ہو

حماس نے مغرب کا اصل چہرہ بے نقاب کر دیا

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

اللہ تعالیٰ نے حماس کے مٹھی بھر مجاہدین کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے ایک طرف انسان نما شیطانوں یعنی یہودیوں کی ناقابلِ تسخیر (Invincibility) کی فرضی کہانی (Myth) کا پول دنیا کے سامنے کھول کر رکھ دیا اور دوسری طرف مہذب مغربی دنیا کا اصل چہرہ بھی بے نقاب کر دیا ہے۔ انہوں نے مسلم حکمرانوں کی اصلیت بھی عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کر دی ہے۔ ایک سال سے اسرائیل نہتے فلسطینیوں پر جو ظلم ڈھا رہا ہے، اُس پر کلام کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ ہر ایک کو نظر آ رہا ہے۔ داد وتحسین کے مستحق تو نہتے مجاہدین حماس ہیں، جنہوں نے اپنے بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور یہاں تک کہ اپنے قائدین جناب اسماعیل ہنیہ اور یحییٰ سنوار کی شہادتوں کا نذرانہ رب کریم کے حضور پیش کر کے ابدی کامیابی سمیٹ لی۔ ذیل میں ہم مغربی ممالک کے حکمرانوں کا سیاہ چہرہ ان کے عوام کو دکھانا چاہتے ہیں جنہوں نے اپنی منافقت اور اسلام دشمنی کے پردے میں اپنے سادہ لوح عوام کو دھوکے میں رکھا ہوا ہے۔ مغرب کا المیہ یہ ہے کہ اس نے آسمانی ہدایت سے اپنا رشتہ منقطع کر لیا ہے۔ انسانی ذہن کی اختراع لادینیت (Secularism) کو زندگی کا لائحہ عمل بنا لیا ہے، جس کی وجہ سے انبیاء کی تعلیمات کے برعکس اُس نے شیطان لعین کو اپنا رہنما بنایا ہوا ہے۔ امریکہ اور اس کے مغربی گماشتوں کی مدد سے اسرائیل نے گزشتہ 15 ماہ میں جس سفاکی اور بے شرمی سے فلسطینیوں کی نسل کشی کی، اُس سے ساری دنیا کی غلط فہمیاں دور ہو گئیں جو تہذیب جدید کے ان علمبرداروں کے بارے میں پائی جاتی تھیں۔

پہلی غلط فہمی مغربی ممالک کی تہذیب اور شائستگی سے متعلق تھی جس کے گن ہمارا لبرل طبقہ عرصہ دراز سے گا رہا ہے۔ گزشتہ ایک برس میں جس طرح مغربی دنیا نے اسرائیل کی پیٹھ ٹھونکی ہے، اُس نے مغرب کے فلسفے اور اخلاقیات کا جنازہ نکال دیا ہے۔ اب کسی مغربی مفکر اور دانشور میں یہ اخلاقی جرأت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ ہمیں بتائے کہ انسانی حقوق کیا ہوتے ہیں اور جمہوری آزادی کس چڑیا کا نام ہے۔ سڈنی سے لے کر نیویارک تک اس حمام میں سب ننگے ہو گئے ہیں۔ اس کی تفصیل کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسر حامد دباشی نے مڈل ایسٹ آئی میں شائع شدہ اپنے مضمون میں یوں بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں: ''ذرا تصور کریں کہ اگر ایران، شام، لبنان یا ترکی، جنہیں روس اور چین کی مکمل فوجی اور سفارتی حمایت حاصل ہو، تین ماہ تک دن رات لگاتار تل ابیب پر بمباری کریں اور دسیوں ہزاروں اسرائیلیوں کو قتل کر دیں، لاتعداد لوگوں کو اپاہج بنا دیں، لاکھوں افراد کو بے گھر کر دیں اور شہر کو ملبے کے ڈھیر میں اس طرح تبدیل کر دیں جیسے آج غزہ ہے، تو کیا ہوگا؟ یہی نہیں بلکہ یہ بھی تصور کریں کہ ایران اور اس کے اتحادی جان بوجھ کر تل ابیب کی شہری آبادی، اسپتالوں، عبادت گاہوں، اسکولوں، یونیورسٹیوں، کتب خانوں یا گنجان آباد علاقوں کو محض اس لیے نشانہ بنائیں کہ زیادہ سے زیادہ شہری ہلاک ہو سکیں اور اس کے جواب میں وہ دنیا کو محض یہ بتا کر بری الذمہ ہو جائیں کہ ہم تو اسرائیلی وزیر اعظم بنیجمن نیتن یاہو اور اُس کی جنگی کابینہ کو تلاش کر رہے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے اسرائیل، غزہ کے شہری علاقوں پر بمباری کا یہ عذر پیش کر رہا ہے کہ اسے تو دراصل حماس کے دہشت گردوں کی تلاش ہے، تو بتائیں کیا ہوگا؟ یعنی اگر سچ مچ ایسا ہوتا تو اس فرضی حملے کے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر امریکہ، برطانیہ، یورپی یونین، کینیڈا، آسٹریلیا اور خاص طور پر جرمنی کیسا ردِعمل دیتے؟'' اسرائیلی جارحیت اور مغربی مفکرین کی بے حیائی کو اس سے بہتر انداز میں بے نقاب نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری غلط فہمی مغرب کے سیکولرازم سے متعلق تھی، وہ بھی دور ہو گئی۔ مغربی دنیا کی مذہبی رواداری کا پول بھی کھل گیا۔ اسرائیل کی حمایت سے اُن کا خبثِ باطن آشکار ہو گیا اور اُن کے اندر کی اسلام دشمنی باہر آ گئی جواب چھپائے نہیں چھپ رہی۔ اگر کسی کو اس بات میں غلو کا شائبہ ہو تو وہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں نیتن یاہو کی تقریر سُن لے۔

تیسری غلط فہمی یہ دور ہوئی کہ امریکہ اور مغرب میں شخصی آزادی پائی جاتی ہے جو ہمارے ہاں مفقود ہے۔ امریکہ کی جامعات میں جہاں جہاں احتجاج ہوا وہاں

وہاں پولیس نے جس طرح پروفیسروں کو سڑکوں پر گھسیٹتے ہوئے گرفتار کیا، اگر اس طرح بیجنگ یونیورسٹی میں کیا جاتا تو مغربی میڈیا میں چین کے خلاف طوفان اٹھا دیا جاتا۔ ادھر جرمنی میں تو یونیورسٹیز کے پروفیسرز کو سانپ سونگھا ہوا ہے، کسی میں جرأت نہیں کہ ریاست کی اسرائیل نواز پالیسی کے خلاف چوں بھی کرے۔ اس وقت ان مغربی ممالک میں شخصی آزادی اور جمہوریت گھاس چرنے میں مصروف ہے، جب انہیں فرصت ملے گی تو ایران، پاکستان اور چین کے بارے میں بتائیں گے کہ وہاں جمہوریت کس قدر کمزور ہے اور پھر مختلف اشاریے بنا کر نہایت ڈھٹائی سے ہماری جمہوریت کی درجہ بندی بھی کریں گے۔

چوتھی غلط فہمی اُس سوچ کے بارے میں دور ہوئی کہ جب تک کوئی قوم سائنس اور ٹیکنالوجی میں کمال حاصل نہ کرلے اُس وقت تک اپنے سے زیادہ طاقتور سے ٹکر نہ لے۔ اگر اس سوچ کو درست مان لیا جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ دنیا میں کمزور، ان پڑھ، لاچار اور مجبور شخص کو جینے کا کوئی حق نہیں، کیونکہ اگر ایسا شخص اپنے حق کے لیے کسی طاقتور کو للکارے گا تو لامحالہ طاقتور شخص اُس کی نسل مٹا دے گا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کسی گاؤں کا چودھری اپنے مزارع کی لڑکی کو اُٹھا کر لے جائے اور اُس کی عزت پامال کردے تو اِس اصول کے تحت پہلے اُس مزارع کو مینجمنٹ سائنس کی ڈگری حاصل کرنی چاہیے، اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چاہیے اور اُس کے بعد چودھری سے مذاکرات کر کے پوچھنا چاہیے کہ جناب والا آپ میری بچی کو اُٹھا کر لے گئے تھے تو میں اُسی سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔

اسی سے جُڑی ہوئی پانچویں غلط فہمی بھی دور کرلیں کہ اگر ہمارے پاس سائنس، ٹیکنالوجی اور فوجی قوت ہوتی تو اسرائیل کو فلسطین کے خلاف جنگی جرائم کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ ہم نے یہ کیسے فرض کرلیا کہ مسلمان ممالک کمزور ہیں؟ پاکستان سے لے کر مصر تک اور ترکی سے لے کر ملائشیا تک، کوئی ملک فوجی قوت ہے تو کوئی معاشی دیو، عرب ممالک اس کے علاوہ ہیں جن کے پاس ڈھیروں وسائل ہیں، لیکن اس کے باوجود اسرائیل کو ہاتھ لگانے کی کوئی جرأت نہیں کررہا۔ سو، اس سے وہ دلیل اپنے آپ فوت ہوجاتی ہے کہ پہلے طاقت حاصل کرو پھر اسرائیل سے نمٹنا۔ سارے وسائل رکھنے کے باوجود یہ طرزِعمل صاف بتا رہا ہے کہ ’’غیرت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے۔‘‘ ایمان کے دعوے اور مظلوموں کی مدد نہ کرنا ظاہر کررہا ہے کہ اس وقت دنیا میں صرف نام کے مسلمان بستے ہیں۔

چھٹی غلط فہمی بھی دور ہو جانی چاہیے کہ آزادی کی عیاشی اُسی صورت میں نصیب ہوگی جب ہم علم و ہنر کے ذریعے خود کو اُس آزادی کے قابل بنالیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ علم و ہنر کا ہوش اُس وقت تک نہیں آسکتا جب تک انسان آزادی حاصل نہ کرلے۔ غزہ کے شہریوں نے اپنے لیے اس زندگی کا انتخاب نہیں کیا، بلکہ یہ زندگی اُن پر اسرائیل نے تھوپی ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ فلسطینیوں نے پہلے دن سے ہی اسرائیل کے خلاف ہتھیار اُٹھا لیے ہوں، ایک طویل تاریخ ہے جو گواہ ہے کہ فلسطینیوں نے ہر پُرامن طریقہ اپنا کر دیکھا اور اُس کے بعد مجبوراً مسلح جدوجہد کا راستہ اپنایا جسے عالمی سطح پر بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔

ساتویں اور آخری غلط فہمی پاکستان کی مذہبی جماعتیں اوران کے کارکن بھی دور کرلیں کہ مملکت خداداد پاکستان میں اسلامی نظام مغرب کے نام نہاد جمہوری طریقے سے آئے گا۔ 77 سال بیت گئے یہاں اسلام کی طرف پیش رفت نہیں ہوسکی۔ اب وقت آگیا ہے کہ نبوی ﷺ طریق کو سامنے رکھتے ہوئے انقلابی جدوجہد کا آغاز کیا جائے تاکہ اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام کی طرف پیش رفت ہوسکے۔ اس جدوجہد کے ساتھ فلسطینیوں کے لیے دعائیں کریں گے اور قنوت نازلہ کا اہتمام کریں گے تو ان شاء اللہ اس کے نتائج نکلیں گے۔ نبی ﷺ کا اسوہ بتاتا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کی کوشش کرو، جان و مال کی قربانی پیش کرو اور کسی ایک خطۂ زمین پر اللہ کے دین کو قائم کرو، پھر دیکھنا اللہ تمہاری کیسے مدد کرتا ہے اور دشمنان اسلام کو تمہارے ہاتھوں کیسے شکست فاش دلواتا ہے۔ اگر ہمارے دینی وتحریکی کارکن فلسطین کی واقعی حمایت کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنے ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم کرنے کی جان توڑ کوشش کریں، ورگرنہ ایسی خالی خُولی حمایت کا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(26 دسمبر 2024ء تا 01 جنوری 2025ء)

جمعرات 26 دسمبر: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 27 دسمبر: تقریر اور خطبۂ جمعہ قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔

ہفتہ 28 دسمبر: حلقہ حیدرآباد کے تنظیمی دورہ کے لیے صبح کراچی سے روانگی ہوئی۔ مسجد جامع القرآن، حیدرآباد میں صبح حلقہ کے ذمہ داران سے ملاقات ہوئی۔ سوال وجواب کی نشست اور کچھ امور کی یاددہانی کا اہتمام ہوا۔ بعدازاں حلقہ کے تمام رفقاء سے ملاقات ہوئی۔ حلقہ کا تعارف حاصل کیا، سوال وجواب کی نشست ہوئی، کچھ امور کی یاددہانی اور بیعت مسنونہ کا بھی اہتمام ہوا۔ سہ پہر اور شام کو دو صاحب فراش بزرگ رفقائے تنظیم اسلامی سے اُن کے گھروں پر ملاقات ہوئی۔ رات کو کراچی واپسی ہوئی۔

اتوار 29 دسمبر: دن کو کراچی سے لاہور آمد ہوئی۔ بعد نماز عشاء مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں اپنے بھتیجے کا نکاح پڑھایا۔

پیر 30 دسمبر: مرکزی اسرہ کے خصوصی اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر کو شعبہ نظامت کے اجلاس کی صدارت کی۔

منگل 31 دسمبر: صبح یونیورسٹی آف لاہور میں ’’Guidance for a Meaningful Life‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ دوپہر کو شعبہ سمع و بصر اور سوشل میڈیا کے اجلاس کی صدارت کی اور پروگرام ’’امیر سے ملاقات‘‘ کی ریکارڈنگ کرائی۔

بدھ 01 جنوری: مرکز دارالسلام تنظیم اسلامی چوہنگ لاہور میں جاری رجوع الی القرآن کورس کے طلبہ سے خطاب کیا اور سوال وجواب کی نشست کا اہتمام بھی ہوا۔ مرکز تنظیم اسلامی چوہنگ کے کارکنان کے ساتھ ایک مختصر ملاقات میں تذکیری گفتگو کی۔ شام کو معروف سوشل میڈیا شخصیت قیصر احمد راجہ سے دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی چوہنگ لاہور میں ملاقات ہوئی۔

معمول کی سرگرمیاں: قائم مقام نائب امیر (ناظم اعلیٰ صاحب) سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے۔ متفقہ قرآنی نصاب کے حوالے سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کا اہتمام ہوا۔

ناظمہ علیا کا پیغام رفیقات تنظیم اسلامی کے نام

میری پیاری اور عزیز رفیقاتِ تنظیم اسلامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر بجالاتی ہوں کہ اُس نے آپ سب کو اپنے فضل وکرم سے سالانہ پروگرام میں شرکت کا موقع عنایت فرمایا۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا وَّلَهُ الشُّكْر۔

میں اپنی پیرانہ سالی میں قلم ہاتھ میں پکڑ کر زیادہ لکھ نہیں سکتی۔ البتہ اللہ کے فضل سے لکھوانے کی سکت رکھتی ہوں۔ مرحوم بانی امیر ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے تعلق کی بنیاد پر آپ سے کچھ کہنا ضرور چاہتی ہوں۔ چہار سو پھیلے دورِ جدید کے فتنوں سے آپ کو اور اگلی نسلوں کو محفوظ رکھنے کے لیے بہت سی نصیحتیں میرے دل میں ہوتی ہیں۔ آج اللہ نے اپنے فضل سے یہ موقع فراہم کیا ہے۔ اللہ سے دُعا کرتی ہوں کہ میرے دل سے نکلی ہوئی باتیں آپ کے دلوں پر اثر انداز ہوں۔

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

پیاری بیٹیو، بہنو! میں اہلِ غزہ کے احوال اور اُن پر ایک طویل عرصے سے مشکلات پر بہت دل گرفتہ غم زدہ ہوں۔

ایک طرف اہلِ غزہ کی مشکلات کو دیکھتی ہوں۔ خواتین، بچے، بوڑھے، بیمار سب ہی پانی کی کمی اور خوراک وادویات کی قلت کے باعث جن مشکلات کا شکار ہیں ہم ان کا صحیح اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم تک پوری خبریں نہیں پہنچ پاتیں۔ بنیادی انسانی ضروریاتِ زندگی کی قلت، بھوک اور تکلیف میں دم توڑتے بچے، بوڑھے، زخمی افراد، پھر ان کو سنبھالنے والے مرد وزن جو خود خوراک کی شدید کمی کا شکار ہیں۔ وسائل کی کمی کے باعث، دوسروں کی مدد کے منتظر امتِ مسلمہ کی غیرت کو جگاتے نظر آتے ہیں۔

؎ دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں

دوسری طرف اہلِ فلسطین کی ثابت قدمی اور صبر وثبات سے دل کو حوصلہ ملتا ہے کہ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں جو کُل عالمِ انسانیت کو اہلِ ایمان کے جذبہ جہاد سے متعارف کروا رہے ہیں کہ آج کے دجالی دور میں راتوں کے راہب اور دن کے شہسوار موجود ہیں۔ جن کے خوف سے وہ صہیونی طاقتیں لرزتی ہیں جو فرعونیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بچوں کا قتلِ عام تو کر سکتی ہیں مگر میدانِ جنگ میں مجاہدین کا سامنا کرنے سے خائف نظر آتی ہیں۔

تیسری طرف سر شرم سے جھک جاتا ہے جب مسلمان عوام کے منتخب مسلمان حکمرانوں اور صاحبِ اقتدار لوگوں کو دجالی دور کے دجل میں مبتلا دیکھتی ہوں۔ اس بات سے بہت ڈرتی ہوں کہ کہیں حکمرانوں اور عوام الناس کی یہ بے حسی اللہ کے غضب کی صورت میں ہم سب کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ ہمیں کثرت سے دعا کرنی چاہیے۔

((اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ))

”اے اللہ تو اپنے غضب سے ہم کو نہ مار۔ اپنے عذاب کے ذریعے ہمیں ہلاک نہ کر اور ایسا برا وقت آنے سے پہلے ہمیں بخش دے۔“

میری عزیز رفیقاتِ تنظیم اسلامی! چار سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا، امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ اپنی ذمہ داری پوری محنت اور کوشش کے ساتھ ادا کر رہے ہیں۔ میں ہر ہفتے باقاعدگی سے ندائے خلافت میں امیر محترم کی گزشتہ ہفتے کی مصروفیات کا مطالعہ کرتی ہوں۔ اُن کی مصروفیات اور دعوت کے کام کی انتھک کوششوں میں مجھے بانی محترمؒ کی جھلک نظر آتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُن کی محنتوں کو بار آور فرمائے اور شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

امیر محترم اپنے بیانات اور خطباتِ جمعہ کے ذریعے اپنی جماعت ہی نہیں بلکہ پوری اُمت کو جگانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اپنے خطباتِ جمعہ اور خطاباتِ عام میں وہ مسلسل فلسطین کے مظلومین کے حق میں صدائے احتجاج بلند کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ اپنا کام پوری محنت اور خلوص سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیے۔ یہ ذمہ داری ہم سب پر اپنی اپنی وسعت کے مطابق عائد ہے۔ ہم جائزہ لیں کہ کیا ہم اپنے حصے کا کام کر رہے ہیں۔ اگر نہیں تو اللہ سے توفیق مانگیں اور آج ہی شروع کریں۔ کیونکہ وقت تیزی سے گزر رہا ہے اور فتنہ پردازوں نے پوری تیاریاں کر رکھی ہیں۔ اندریں حالات جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کرنے کی پوری صلاحیت سوشل میڈیا کے پاس ہے۔ یہی تو دجالیت ہے۔ دل بہت دُکھتا ہے۔ لگتا ہے وہ وقت بہت قریب آن لگا ہے جب اہلِ ایمان اپنے ایمان کی پونجی سنبھالتے جنگلوں کا رخ کرنے لگیں گے۔ سورۃ النحل کی آیت 97 میرے ذہن میں گردش کرتی رہتی ہے۔ میں چاہتی ہوں آپ سب رفیقات اسے یاد کر لیں اور اپنے گھر والوں کو بھی میری طرف سے بطور ہدیہ پہنچا دیں۔ اس کا ترجمہ اور مفہوم بھی سمجھا دیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (النحل)

”جس کسی نے بھی نیک عمل کیا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اُسے (دنیا میں) ایک پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ہم ضرور انہیں ان کے اجر دیں گے اُن کے بہترین اعمال کے مطابق۔“

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں دل والے ایمان سے کیا گیا عمل صالح مطلوب ہے۔ حیاتِ طیبہ پانے کے لیے ایک عورت کے پاس دین کا صحیح علم اور شعور ہونا ضروری ہے۔ علمِ نافع کی روشنی میں کیا گیا عملِ صالح روح کو تازگی اور راحت فراہم کرتا ہے۔ قناعت، صبر وشکر اور غیر اللہ سے بے نیازی نصیب ہوتی ہے۔ توکل اور راضی برضائے رب رہنے کا پھل یوں حاصل ہوتا ہے کہ دنیا میں حیاتِ طیبہ کا لطف اور آخرت میں نیک اعمال کے بدلے میں بہترین اجر کی نوید روح کی تسکین کا باعث بنتی ہے۔ سبحان اللہ! اللھم ربنا اجعلنا منھم۔

میری پیاری بیٹیو، بہنو! میں ہر سال رفقائے تنظیم اسلامی کے لیے پیغام لکھواتی ہوں۔ جو سالانہ اجتماع کے موقع پر رفقاء کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ مجھے امید ہے آپ تک بھی اپنے مردوں کے ذریعے پہنچتا ہوگا۔ آج اللہ کے فضل سے کراچی کی رفیقات کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ میں کچھ نصیحتیں تو وہی دہرانا چاہوں گی جو رفقاء کو کہیں اور کچھ باتیں بطورِ خاص آپ سے کرنا چاہوں گی۔

ہمیں اپنے حصے کا کام کرنے کے لیے اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ مسجد اقصیٰ کی حرمت اور اہلِ فلسطین کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہم دعا تو کر سکتے ہیں۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ دعا ہی اصل عبادت ہے۔ دعا عبادت کا جوہر ہے۔ ہم ایسی پُرخلوص دعا کا سہارا لیں جو خلوصِ دل سے اللہ کے حضور توبہ کر کے مانگی گئی ہو۔ رو رو کر اپنے رب سے التجائیں کریں۔ قنوتِ نازلہ کا اہتمام کریں۔ گھر والوں کو بھی تاکید کریں۔ ایسی تمام مصنوعات جن سے کسی درجے میں بھی اسرائیل کو فائدہ پہنچ سکتا ہو، ان کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

حالات میں تبدیلی کے لیے بہت مؤثر ذریعہ حقیقی توبہ اور گناہوں سے اجتناب بھی ہے۔ سب رفیقات اپنے اپنے گھروں کا جائزہ لیں کہ دجالی فتنے کی کون کون سے صورتیں ہمارے گھروں میں داخل ہونے کی کوشش کر رہی ہیں۔

موبائل فون کا فتنہ تو ہر گھر میں موجود ہے۔ اہلِ خانہ کو اور خود کو اس کی ہلاکت خیزی سے بچانے کے لیے کیا طریقے اختیار کیے جائیں۔ میں خود تو موبائل فون کے فتنوں سے پوری طرح واقف نہیں ہوں البتہ اپنی ملنے جلنے والی خواتین اور بہو بیٹیوں سے جو سنتی ہوں وہ بہت خطرناک باتیں ہیں۔ ہمارے دور میں بچوں کو برائیوں سے بچانے کے لیے جو کوششیں کی جاتی تھیں وہ اب ناکافی ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ بچوں کے ہاتھوں میں موبائل جیسا خطرناک دشمن تھما کر مائیں کیسے میٹھی نیند سو سکتی ہیں۔ ایک گھنٹے کا سکرین ٹائم جس پر یوٹیوب اور فیس بک جیسی کھڑکیاں کھلی ہوں، آپ کی سال بھر کی محنت کو ضائع کر سکتا ہے۔ کچھ دردِ دل رکھنے والے لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ ہاتھ میں زہر کا پیالہ تھمانے سے زیادہ خطرناک یہ بات ہے کہ اپنے بچوں کو تنہائی میں انٹرنیٹ کی سہولت دے دی جائے۔

اللہ تعالیٰ کا بہت واضح حکم سورۃ مریم میں ہے کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

''اے اہلِ ایمان خود کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔''

میری آپ کو نصیحت ہے کہ خدارا اپنی نیند اور آرام کی قربانی دیں اور اپنے بچوں کو تعلیم و تعلم کے لیے نیٹ کی سہولت ضرورت کے تحت اُس وقت دیں جب آپ بھی اُن کے پاس موجود ہوں اور وقتاً فوقتاً انہیں ان گیجیٹس کے حوالے سے اُن نقصانات سے آگاہ کرتے رہیں جو ان کے منفی استعمال کی بنا پر روح و بدن پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ میں اپنی رفیقات کو بار بار یہ اشعار سناتی رہی ہوں۔

آغوش مادر ہے اسکول پہلا
یہاں تربیت پاتے ہیں سارے اعضاء
یہاں لوحِ سادہ پہ کھلتا ہے نقشہ
اترتا ہے ماں کے خیالوں کا چربہ

اور

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرؓ بگیری

میں بانیٔ تنظیم اسلامیؒ کے بارے میں بہت سی خواتین کے تعریفی جملے سنتی ہوں کہ اللہ نے اُن کی ساری اولاد کو دین کے کاموں میں معاون بنایا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہوا؟ ہمیں بھی کچھ نصیحت کریں، وغیرہ۔

میرے نزدیک یہ سب اللہ کا فضل ہے۔ میں کسی قابل نہیں ہوں۔ شیطان اور نفس کے حملوں سے تو ہم تادمِ آخر محفوظ نہیں ہیں۔ اللہ ہمیں اپنے متقی بندوں میں شامل فرمائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب ہو۔ آمین!

تاہم اس ضمن میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتی ہوں۔ یہ دنیا دار الامتحان ہے۔ یہ بات اپنے دل و دماغ میں پختہ کر لیں۔ دار الجزاء آخرت ہے۔ اپنی کسی بھی مثبت کوشش کا جلد نتیجہ پانے کی خواہش دل سے نکال دیں۔ زندگی میں دو ہی قسم کے حالات کا سامنا ہوتا ہے اچھے یا برے۔ اچھے حالات میں شکر اور مشکل حالات میں صبر سے کام لیں۔ دل سے اللہ کا شکر بجا لانے والے لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ کے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ گناہوں کو ترک کرتے ہیں۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اُن کے لیے صبر کے مرحلے آسان کرتا ہے۔ جب کوئی مشکل وقت آن پڑے تو وہ اللہ کی رضا کے لیے صبر کرتے ہیں تو اللہ اُن کو تھام لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ کا عملی مشاہدہ کراتا ہے۔

اپنے بچوں کی اچھی تربیت میں ایک ماں کی اپنی سیرت و کردار کا سب سے زیادہ عمل دخل ہوتا ہے۔ ایک بچہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا یعنی teenager نہایت خاموشی سے غیر محسوس انداز میں دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اس کی ماں کتنے اچھے اخلاق کی ہے اس میں کتنی عاجزی و انکساری ہے، کتنی نرم طبیعت ہے، کتنی صابر و شاکر ہے، کتنی قناعت پسند ہے، بچوں کے ساتھ اور والد کے ساتھ رویہ کتنا اچھا ہے، اُس کا حال حلیہ کیسا ہے، بچے اپنے کلاس فیلوز کی ماؤں سے اپنی ماؤں کا موازنہ بھی کرتے ہیں اور اپنی ماں کو سراہتے ہیں۔ اسی طرح کچھ بچے اپنی ماؤں سے ہی بُری تربیت حاصل کرتے ہیں جب وہ اپنی ماؤں کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے اور کسی چھوٹی سے مشکل پر واویلا کرتے دیکھتے ہیں یا وہ ماؤں کو ساس نندوں کی غیبتیں کرتے اور والد کو برا بھلا کہتے دیکھتے ہیں یا والد سے فرمائشیں کرتے اور ناراض ہوتے دیکھتے ہیں۔ بچے یہ سب کچھ سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ آپ کے اچھے اخلاق و تربیت بچوں کو نیک اور آپ کے برے اخلاق و تربیت بچے کو بُرا بنا سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے مرنے کے بعد بچے کا نیک عمل سکون کا باعث اور برا عمل بے سکونی کا باعث ہوگا۔

اگر آپ کے شوہر، باپ، بھائی یا بیٹے دین کے کاموں میں مصروف ہیں تو اُن سے تعاون کریں، ان شاء اللہ اُن کے ساتھ آپ بھی اجر پائیں گی۔ خاص طور پر ایک بیوی اگر اپنی ضروریات اور فرمائشوں کا بوجھ شوہر پر ڈالے گی تو وہ دین کے کاموں کو احسن طریقے سے نہیں کر پائے گا۔ اگر وہ قناعت پسندی اور صبر و شکر کا مظاہرہ کرے گی تو دوہرا اجر پائے گی۔ اس کے نتیجے میں بچے بھی اپنے والدین کے نقشِ قدم پر ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

میں آپ سے لباس کے بارے میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے شکایات پہنچتی رہتی ہیں کہ نہ صرف بعض رفیقات بلکہ معاونات و مدرسات کے بھی زیب تن لباس عبایا اور حجاب والے سکارف وغیرہ ستر و حجاب کے اصولوں کے خلاف ہوتے ہیں۔ ناخن بڑھے ہوئے اور سروں پر بلند کیے گئے جوڑے، کھلے گریبان اور بالکل باریک اوڑھنیاں وغیرہ کسی رفیقۂ تنظیم کو زیب نہیں دیتیں۔ موبائل کے ذریعہ آن لائن کپڑوں کی خریداری کے بہانے گھر بیٹھے قسم قسم کے لباسوں کا مشاہدہ، ہر بل بورڈ پر شرم و حیا سے عاری خواتین کی نمائش اور بازاروں میں ہر طرف قسم قسم کے لباس ہماری بچیوں میں سے حیا کو نکالنے کے درپے ہیں۔ ہمیں ان فتنوں سے ہوشیار رہنا ہے۔ یہ حیاتِ طیبہ سے محروم کرنے کے ذرائع ہیں۔ ہمیں اگر اُمہات المومنینؓ، ازواج مطہراتؓ اور نبی کریم ﷺ کی بیٹیوںؓ اور صحابیاتؓ سے محبت ہے اور آخرت میں اُن سے ملنے کی خواہش ہے تو اُن سے شرم و حیا اور لباس کے اصول سیکھنے ہوں گے۔ لباس سے متعلق کچھ ضروری ہدایات تفصیل طلب ہیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ کوئی تحریر بذریعہ نظم تمام رفیقات تک جلد پہنچائی جائے تا کہ ایک رفیقۂ تنظیم اپنے ظاہر و باطن دونوں کو سنوارے اور دوسروں کے لیے عملی رہنمائی کا ذریعہ بنے۔

اپنے بچوں میں دینی حمیت بیدار کریں۔ انہیں اپنے اسلاف سے جوڑیں۔ سیرت النبی ﷺ، سیرتِ صحابہؓ وصحابیاتؓ، ائمہ اربعہؒ اور تاریخ اسلامی کی نامور شخصیات

کی زندگیوں کا مطالعہ کرائیں۔ ان میں جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت پیدا کریں۔ انہیں دجالیت اور صہیونیت کے فریب کا مطالعہ کرائیں۔ اپنے بچوں میں اللہ کے رسول ﷺ، اللہ کے دین کے ساتھ وفاداری کے جذبات پیدا کریں۔ بچوں کو وقت ضائع کرنے والی مصروفیات سے نکال کر مثبت کاموں پر لگائیں۔ بچوں میں نماز کی پابندی کی عادت ڈالیں اور سچ پر ہر صورت قائم رہنے کی تلقین کریں۔

مجھے اکثر یہ شکایات بھی پہنچتی رہتی ہیں کہ بہت سی رفیقات اپنی دیگر کلاسز میں تو بہت ریگولر ہیں لیکن عمومی اور خصوصی اسروں میں شرکت نہیں کرتیں، یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ اگرچہ عورتوں کے نظم میں نرمی اور سہولت رکھی گئی ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ معمولی سی مصروفیت پر اسرے سے غیر حاضر ہوں۔ آپ کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے یہ بہترین مواقع ہیں۔ اس میں شوق پیدا کریں۔ اللہ آپ کے دلوں کو دیکھتا ہے۔ تنظیم میں شمولیت اگر اللہ کی رضا کی خاطر اختیار کی ہے تو شوق کے بغیر اس مقصد میں کامیابی کیسے ہوسکتی ہے؟ باتیں تو اور بھی ہوسکتی ہیں۔ میری عزیز بہنو، بیٹیو! وقت ایک سا نہیں رہتا آج موقع ہے ہم ازسرنو اپنی مصروفیات کا اپنی فکرمندیاں اور اپنی پلاننگز کا جائزہ لیں، اپنے لیے کچھ اہداف طے کریں، اللہ سے مدد مانگتے ہوئے اُس کی طرف لپکیں۔

﴿فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۵۰﴾

’’تو دوڑو اللہ کی طرف یقیناً میں تم لوگوں کے لیے اُس کی طرف سے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔‘‘

میں اپنی دعاؤں میں ہمیشہ امیر تنظیم اسلامی اور تمام رفقاء و رفیقات کو یاد رکھتی ہوں۔ آپ سب سے درخواست کرتی ہوں کہ میرے خاتمہ بالایمان کے لیے دعا کریں اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے آخری وقت تک اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کرے۔

جزاکم اللہ خیر

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۴) جمہور فقہاء نے حدیث شریف میں بیان کردہ چھ اشیاء پر قیاس کرتے ہوئے اُن تمام ہم جنس اشیاء کی بیع / تبادلہ کو شامل کیا ہے خواہ وہ اجناس ثمن سے ہوں یا مطعومات میں سے لیکن وہ ماپ یا وزن سے بکتی ہوں۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ تعداد سے بکتی ہوں۔ جیسے 50 اخروٹ 12 کیلے یا 24 سیب وغیرہ۔ البتہ علمائے ظاہر چونکہ قیاس کے قائل نہیں اس لیے وہ دیگر اشیاء کو شامل نہیں کرتے اور ان کے نزدیک حدیث شریف میں بیان کردہ چھ اشیاء یعنی سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک کے علاوہ دیگر اشیاء میں کمی و زیادتی کے ساتھ بیع حرام نہیں ہے۔ موجودہ بینکاری کا پورا نظام چونکہ قرض کی بنیاد پر ہے اور ربا الفضل نقد اور ادھار کا سود ہے جو ہم جنس اشیاء کے تبادلے یا بیع کی صورت میں حاصل ہوتا ہے یا مختلف نوع کی اجناس کے ادھار تبادلے یا بیع کی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ربا الفضل کا اطلاق موجودہ بینکاری لین دین پر بھی ہوتا ہے اس لیے قرض میں بھی لی جانے والی اور دی جانے والی شے (یعنی رقم) ہم جنس ہوتی ہے۔

یہاں ہم ربا الفضل کی اس تعریف، جسے ربا کے معاملے میں عدالتِ عظمیٰ کے تاریخی فیصلے کی روشنی میں وضع کیا گیا، میں بہتری کے لیے ایک ترمیم تجویز کرنا چاہیں گے۔ معزز عدالت نے ربا کی ابتدائی صورت، یعنی قرض اور لین دین کا سود واضح کرنے کے بعد ربا کی مزید شکلوں کا ذکر کیا ہے۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ’’انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال‘‘ از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 986 دن گزر چکے!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 29 سال، CSP آفیسر، ملازمت اسلام آباد، عقیدہ اہل سنت توحید پرست، والد ایسوسی ایٹ پروفیسر (انگلش) سادگی پسند شریف خاندان کی سلیقہ شعار لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے۔ ترجیحاً اسلام آباد یا لاہور۔

برائے رابطہ (والد): 0300-4598150

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ڈاکٹر آف فزیوتھراپی کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4630894

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم بی ایس سی، صوم وصلوٰۃ کی پابند، کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسرروزگار تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-2393040

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 29 سال، تعلیم بی ایس کمپیوٹر سائنس، قد "1 '6، ذاتی کاروبار، کے لیے دینی مزاج کی حامل، صوم وصلوٰۃ کی پابند، اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0305-6663960

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہٰذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی وسطی، یونیورسٹی روڈ گلشن کے رفیق سید محمد علی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی شمالی، یاسین آباد کے مبتدی رفیق عبدالعزیز وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0344-3009303

☆ حلقہ فیصل آباد، پیر محل کے رہائشی منفرد مبتدی رفیق محمد اشرف قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ برائے تعزیت: 0332-3898683

☆ ملتان شمالی کے رفیق تنظیم سعد قریشی اور سلمان احمد قریشی کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0313-8880303

☆ ہفت روزہ ندائے خلافت کے نگران طباعت محترم مولانا شیخ رحیم الدین کی خوشدامن صاحبہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0300-4470866

☆ قرآن اکیڈمی، لاہور کے کارکن محترم محمد کاشف کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0312-4094555

☆ قرآن اکیڈمی، لاہور کے کارکن عبدالمتین مجاہد کی پھوپھی جان اور پھوپھی زاد وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

• قابض صہیونی حکومت کو اپنی فوج میں افرادی قوت کی شدید کمی کا سامنا ہے، جس کی بڑی وجہ جنگ میں تقریباً 10 ہزار فوجیوں کا زخمی یا ہلاک ہونا ہے۔

• اسرائیلی دفتر برائے شماریات کی تازہ رپورٹ کے مطابق 2024ء میں اسرائیل کی آبادی کی شرح نمو کم ہو کر 1.1 فی صد تک پہنچ گئی۔ یہ کمی بڑی حد تک اسرائیل سے بیرونِ ملک ہجرت میں اضافے اور اسرائیل میں نئی ہجرت کی کمی کا نتیجہ ہے۔ 2024ء میں 83000 افراد اسرائیل چھوڑ کر بیرونِ ملک منتقل ہوئے۔ اسی دوران 24000 اسرائیلی باشندے بیرونِ ملک سے لوٹے۔ 33000 نئے تارکین وطن اسرائیل پہنچے، جو پچھلے سالوں کے مقابلے میں (انتہائی) کم تعداد ہے۔

• 7 اکتوبر 2023ء سے جاری اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں غزہ میں 12943 طلبہ شہید اور 21681 طلبہ زخمی ہوئے۔ مغربی کنارے میں 120 طلبہ شہید، 655 زخمی، اور 548 طلبہ گرفتار کیے گئے۔ غزہ میں 630 اساتذہ اور عملے کے افراد شہید اور 3865 زخمی ہوئے، جبکہ مغربی کنارے میں 158 اساتذہ اور عملے کے افراد گرفتار کیے گئے۔ 425 اسکولوں، جامعات اور وزارت کے دفاتر کو بمباری اور تخریب کاری کا نشانہ بنایا گیا، جبکہ اونروا کی 65 تعلیمی عمارتوں پر بھی حملے کیے گئے۔ 77 اسکول مکمل طور پر تباہ ہو گئے اور 109 اسکولوں اور 7 جامعات کو مغربی کنارے میں توڑ پھوڑ اور تخریب کاری کا سامنا کرنا پڑا۔ 788000 سے زائد طلبہ تعلیمی اداروں سے محروم ہیں۔

• پولش اخبار ''رزیشپوسپولیتا'' کے مطابق، اسرائیلی وزیر اعظم بنیامین نیتن یاہو اس ماہ پولینڈ میں آشوٹز (ہولوکاسٹ کے ایک واقعہ) کے قتل عام کی یاد میں ہونے والی تقریب میں شرکت نہیں کریں گے۔ اخبار کے مطابق، نیتن یاہو نے یہ فیصلہ اپنی گرفتاری کے خوف سے کیا ہے، جو ان کے خلاف بین الاقوامی فوجداری عدالت کے جاری کردہ وارنٹ گرفتاری کی بنیاد پر ہو سکتی ہے۔

• 19 ہزار بچے اس وقت غزہ میں والدین یا اُن میں سے کسی ایک سے محروم ہیں۔ یہ بچے اُس المناک حقیقت کا سامنا کر رہے ہیں کہ وہ اپنے والدین کی محبت اور تحفظ سے محروم ہیں اور اُن کی زندگی میں بے بسی اور تشویش کی لہریں بڑھتی جا رہی ہے۔

• انسانی حقوق کی ایک بین الاقوامی تنظیم نے انکشاف کیا ہے کہ اسرائیلی قابض حکام نے مقبوضہ مغربی کنارے میں فلسطینی عوام کی زمینوں پر سات نئی غیر قانونی آبادیاں قائم کی ہیں۔ یہ اقدام اسرائیل کے توسیع پسندانہ منصوبوں اور فلسطینی زمینوں پر قبضے کے جاری سلسلے کا حصہ ہے، جو بین الاقوامی قوانین اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ یہ نئی بستیوں کا قیام ان علاقوں میں عمل میں آیا ہے جو اوسلو معاہدے کے تحت فلسطینی انتظامیہ کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔

• اسرائیلی وزیر دفاع یسرائیل کاتس نے ایک بیان میں پہلی بار یہ اعتراف کیا ہے کہ اسرائیل نے حماس کے رہنما اسماعیل ہنیہ کو شہید کیا۔ کاتس نے کہا: ہم حوثیوں کو بھرپور قوت سے ضربیں دیں گے، ان کے اسٹریٹجک انفراسٹرکچر کو نشانہ بنائیں گے اور ان کے رہنماؤں کو قتل کریں گے، جیسے ہم نے ہنیہ، السنوار، اور نصر اللہ کے ساتھ کیا، چاہے وہ تہران ہو، غزہ ہو یا لبنان ہم یہ کارروائیاں الحدیدہ اور صنعاء میں بھی کریں گے۔''

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

• **افغانستان: خواتین کو ملازمت دینے والی این جی اوز بند:** افغان طالبان نے خواتین کو ملازمت دینے والی تمام ملکی اور غیر ملکی این جی اوز کو بند کرنے کا اعلان کیا ہے، خلاف ورزی کرنے والوں کے لائسنس ختم کر دیئے جائیں گے۔

پہلی بار مقامی سطح پر ٹرین تیار کرنے کا دعویٰ: امارت اسلامیہ افغانستان مرکزی حکومت کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے مقامی سطح پر تیار ہونے والی ٹرین کی آزمائش کی ویڈیو جاری کرتے ہوئے مقامی سطح پر پہلی بار ٹرین تیار کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

• **سعودی عرب: اشاعت و ترجمۂ قرآن کا پاکستان سے معاہدہ:** پاکستانی وزارت مذہبی امور اور سعودی وزارت اسلامی امور کے درمیان قرآن پاک کی اشاعت و ترجمہ سے متعلق معاہدہ ہو گیا ہے۔ دونوں ممالک کی وزارتوں کے درمیان قرآن پاک کی اشاعت، ترجمہ اور دیگر امور پر تعاون کے لیے مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کر دیئے گئے ہیں۔ اس موقع پر سعودی وزیر اسلامی امور ڈاکٹر عبد اللطیف بن عبد العزیز آل شیخ بھی موجود تھے۔

• **یمن: حوثی گروپ کا امریکی ڈرون مار گرانے کا دعویٰ:** ترجمان حوثی گروپ کے مطابق یمن کی فضائی حدود میں آنے والے امریکی ڈرون طیارہ کو زمین سے فضا میں مار کرنے والے میزائل سے مار گرایا گیا۔

• **مراکش: ساحل پر کشتی ڈوبنے سے 69 افراد جاں بحق:** مغربی افریقہ سے اسپین کے جزائر کینری جانے والی ایک کشتی مراکش کے قریب اُلٹنے کے نتیجے میں 25 مالی باشندوں سمیت کم از کم 69 افراد جاں بحق ہو گئے۔ کشتی میں تقریباً 80 افراد سوار تھے۔

• **ایران: واٹس ایپ پر عائد پابندی ختم:** ایران کی سائبر اسپیس کونسل نے واٹس ایپ اور گوگل پلے سٹور پر پابندی ہٹانے کے لیے متفقہ ووٹ دیا۔ واضح رہے کہ میسجنگ ایپ واٹس ایپ پر ایران میں گزشتہ دو سال سے پابندی عائد تھی۔

• **ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل: ایمرجنسی کے نفاذ میں ایک سال کی توسیع:** 7 اکتوبر 2023ء کے بعد اسرائیل میں نافذ ایمرجنسی میں پارلیمنٹ نے ایک سال کی توسیع کر دی ہے۔ اب ایمرجنسی 16 دسمبر 2025ء تک نافذ العمل ہوگی۔

نیتن یاہو کا زیرِ زمین آپریشن: 75 سالہ اسرائیلی وزیرِ اعظم یاہو کا پروسٹیٹ اسپتال کے کئی منزلہ زیرِ زمین وارڈ میں آپریشن کر کے نکال دیا گیا ہے۔ یہ آپریشن 2 گھنٹے سے زائد جاری رہا۔ واضح رہے کہ گزشتہ برس ان کے دل میں پیس میکر بھی نصب کیا گیا تھا۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

Revitalization of Faith: The Necessary Precondition of an Islamic Renaissance

Modern rationalistic and pseudo-scientific interpretations of Islam are quite alien to Islam itself and lack a direct link with the original mission of the Prophet *(SAAW)*. They are devoid of the spiritual message which is the heart of the Qur'anic revelation. They fail to appreciate Islam as a spiritual and metaphysical tradition. But since Islam is essentially based on inward faith known in Arabic as *Iman*, its renaissance can never be brought about without first reviving and indeed revitalizing the faith of a large part of the Muslim community. There is no denying the importance of political freedom and the independence of Muslim countries and these have undoubtedly contributed to generate greater awareness of Islamic values and ideals. Similarly, the idea of an Islamic way of life and confidence in its superiority over other ideologies has been useful to a limited extent and deserves our praise. The movements which were launched in the past, or those still engaged in advancing the cause of freedom are in fact contributing partially and in their own way, to the revival of the Islamic message. But the most real and fundamental task in this regard still remains to be done. It is imperative for the entire intelligentsia of the Muslim world to pay attention to – and whosoever realizes its real importance should strive for – the cardinal principle that a forceful movement be launched for reviving and revitalizing the *Iman* in the whole of the Muslim Ummah. In this way, Iman must be transformed from mere verbal attestation (*Qaal*) to an inward existential faith (*Haal*).

Iman is essentially attestation of, and inner faith in, some metaphysical truths. The first step towards attaining this faith is to believe more firmly in some truths even though they are not observable or perceptible, and to hold the things heard by the heart to be more trustworthy than the things heard by the ear. Belief in the unseen (*Iman Bilghaib*) is the first and foremost condition of *Iman* and this requires a radical change in the thought system and in the point of view of the believer. According to this new perspective, the whole order of creation should be taken as nothing more than a fleeting appearance or shadow, whereas the existence of Allah *(SWT)* should be felt as an eternally living Reality. Contrary to the view that the universe is a chain of eternally present and uncreated causes and effects, or that the world is governed by 'natural' forces and rigid mechanical laws, the Will of Allah *(SWT)*, His *(SWT)* design and purpose should be 'seen' and felt in operation at all times and in all parts of the cosmos. Matter is looked upon as insignificant, and the soul is thought to be man's essence. The locution *Insan* (man) is not to be attributed to man's animal and corporeal body but to the Divine spirit, the presence of which makes man superior to angels. Worldly life should appear to be transitory and unreal, and life Hereafter should alone be taken as real and ever-lasting. The pleasure of Allah *(SWT)* should be held as more valuable than the attainment of all the riches of this world. And, according to a saying of the Prophet *(SAAW)*, the riches of this world should not even be assigned a value equal to a mosquito's wing. Let it be clearly and distinctly understood that unless and until a major portion of the Muslim Ummah really undergoes this profound transformation in thought and belief, the vision and the fond hope of an Islamic renaissance can never be realized. The most effective way to implant and inculcate faith in the hearts of the Muslim masses is the company and fellowship of such deeply religious persons whose hearts and minds are illumined by Divine knowledge and by the light of faith – persons whose hearts are untouched by conceit, hypocrisy, rancor, and avarice. It was through ceaseless evangelist and disseminating work, teaching and exhortation as well as practical examples portrayed through their conduct of life, that a continuous chain of pious and God-intoxicated people kept the beacon of faith burning after the collapse of *Khilafah ala Minhaj al-Nubuwwah*. Even though the winds of Western atheism and materialism are blowing high in Muslim lands, yet one can find here and there persons whose hearts and minds are full of certitude and staunch faith. The need of the time now is that the movement for Islamic faith and Iman be popularized and extended far and wide so that each and every inhabited piece of Muslim territory does have a few dedicated and selfless preachers whose sole aim in life is the pursuit of Allah's *(SWT)* pleasure, individuals who, in obedience to the teaching of Prophet Muhammad *(SAAW)*, make religious and moral guidance of people their sole aim and ambition in life.

<u>Source</u>: An excerpt from "ISLAMIC RENAISSANCE: THE REAL TASK AHEAD". **(Translated by: Dr. Absar Ahmad)**

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.01

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

ACEFYL

SUGAR FREE
COUGH SYRUP

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین
کھانسی کا شربت
شوگر فری
میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں
یکساں مفید

PHARMA